﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللهِ يؤتِيهِ مَن يشاء☆﴾(آل عمران:٧٤) ﴿......عَسٰى اَن يَبعَثَكَ رَبكَ مَقَاماً محموداً﴾ (بنی اسرائیل:٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک، ۲؍جنوری ۱۹۹۸ء شمارہ ۱

۳؍رمضان المبارک ۱۴۱۸ ہجری ☆ ۲؍صلح ۱۳۷۷ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے

یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے نزول کے دن ہیں

"رمض تپش کو کہتے ہیں۔ رمضان میں چونکہ انسان اکل وشرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ اس لئے روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا اس لئے رمضان کہلایا۔ میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی۔ روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق وشوق اور حرارت دینی ہوتی ہے۔ رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں"۔

(الحکم ۲۲؍جولائی ۱۹۰۱ء)

اسی طرح فرمایا: "رمضان کا مہینہ مبارک مہینہ ہے۔ دعاؤں کا مہینہ ہے"۔ (الحکم ۱۴؍جنوری ۱۹۰۱ء)

نیز فرمایا: "میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی۔ یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے نزول کے دن ہیں"۔ (الحکم ۲۴؍جنوری ۱۹۰۱ء)

ہمارا مقدر یہ ہے کہ ہم بڑھیں گے اور پھیلیں گے اور بڑھتے چلے جائیں گے

کوئی نہیں ہے جو اس تقدیر الٰہی کو ٹال سکے

کوئی ایسی تدبیر بتائیں جس میں بظاہر دشمن کو کامیابی ہوئی ہو اور جماعت کی ترقی رک گئی ہو۔ ان کی ہر تدبیر ان پر الٹی پڑی ہے اور اس کے نتیجہ میں جماعت ہمیشہ بڑھی ہے

ہندوستان میں جماعت کے دشمنوں میں پھوٹ اور ذلت و نامرادی کے عبرت انگیز واقعات اور نومبایعین کے ایمان و اخلاص اور جماعت کی غیر معمولی ترقیات کا ایمان افروز تذکرہ

قادیان دارالامان میں ۱۰۶ جلسہ سالانہ کا کامیاب وبابرکت انعقاد

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے MTA انٹر نیشنل کے ذریعہ افتتاحی واختتامی خطابات)

قادیان دارالامان میں جماعت ہائے احمدیہ عالمگیر کا ۱۰۶ جلسہ سالانہ اپنی اعلیٰ روایات اور شان و شوکت کے ساتھ ۱۸؍دسمبر بروز جمعرات سے شروع ہو کر ۲۰؍دسمبر بروز ہفتہ اختتام پذیر ہوا۔ امسال دسمبر کے آخر میں رمضان المبارک کے آغاز کی وجہ سے ایسی تاریخوں میں جلسہ منعقد ہوا کہ دور دراز علاقوں سے سفر کی صعوبتیں برداشت کر کے آنے والے مخلصین جماعت اس

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

جب تک خدا کی خاطر جان پیش کرنے والے موجود ہیں اس وقت تک ناممکن ہے کہ قوم مر جائے

مکرم مظفر احمد صاحب شرما آف شکارپور کی شہادت کا ذکر

ہمیں ضرورت ہے کہ اپنی نمازوں کو سنواریں۔ یہ ضرورت آج کل کے حالات میں اور بھی زیادہ ہے کیونکہ آج کل کے شرّ اور فساد سے بچانے والی کوئی چیز ہے تو وہ نماز ہی ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۹؍دسمبر ۱۹۹۷ء)

لندن (۱۹؍دسمبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورہ البقرہ کی آیات ۱۵۴، ۱۵۵﴿ یٰاَیُّھَاالَّذِینَ اٰمَنُوا استَعِینُوا بِالصَّبرِ والصَّلوٰۃ ....﴾ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ان آیات کا مضمون یہ ہے کہ ایک تو نماز اور صبر کے ذریعہ اللہ سے مدد مانگنے

باقی خلاصہ صفحہ نمبر ۲ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹر نیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی وبصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔

ہفتہ ۱۳؍دسمبر ۱۹۹۷ء: حسب معمول آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بچوں کی ملاقات کا پروگرام براڈکاسٹ کیا گیا۔ **اتوار، ۱۴؍دسمبر ۱۹۹۷ء**: آج انگریزی بولنے والے چند احباب وخواتین نے حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ایم ٹی اے سٹوڈیوز میں شرف ملاقات حاصل کیا۔ سوالات وجوابات کا خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے:

☆......احمدیوں کے باقی مسلمانوں سے اتنے شدید اختلافات اور کشیدہ تعلقات کی کیا وجہ ہے، خاص طور پر پاکستان میں؟۔ ان اختلافات کی وجوہات پر حضور انور نے سیر حاصل گفتگو فرمائی۔ قبل ازیں ان کالمز میں ان پر کئی بار روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے ابتدائی عیسائیوں کے ساتھ یہودیوں کے سلوک کی مثال دیتے ہوئے بتایا کہ آج ہمارے ساتھ بھی وہی سلوک روا رکھا جاتا ہے جو ابتدائی عیسائیوں کے ساتھ اس وقت کے یہودیوں نے کیا تھا۔

☆......کیا زندگی مابعد الموت ابدی اور ایک جیسی ہوگی؟۔ حضور انور نے فرمایا کہ کوئی چیز ابدی نہیں ہو سکتی کیونکہ ابدیت میں حرکت نہیں ہوتی۔ موت سکوت کا نام ہے۔ جنت میں ترقی ہوتی رہے گی اور خوشی endless ہوگی۔ ☆......عورتوں کی مجالس میں تقریروں کے بعد ap-plause کی عادت نہیں ہے جبکہ بچوں کی ایم ٹی اے کلاس میں انہیں encourage کیا جاتا ہے؟ حضور نے فرمایا کہ بڑوں کی مجلس میں applause جو ہے وہ بامقصد ہونا چاہئے۔ آپ نے دیکھا نہیں کہ ایسے مواقع پر جلسہ گاہ اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھتا ہے۔ یہ applause بڑوں کی شایان شان ہے۔ بچے فطرتی طور پر خوشی کا اظہار کر دیتے ہیں۔

☆......علاوہ ازیں حسب ذیل سوال بھی کئے گئے: (۱) احمدیت باقی مسلمانوں سے کیا الگ چیز ہے؟ (۲) تثلیث کا حسابی فارمولا پیش کیا گیا، حضور نے اسے رد فرمایا۔

سوموار، ۱۵؍دسمبر ۱۹۹۷ء: آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۸۳ نشر مکرر کے طور پر ٹرانسمٹ کی گئی۔ پہلی بار یہ کلاس ۱۵؍مئی ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی۔

منگل، ۱۶؍دسمبر ۱۹۹۷ء: آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۲۱ جو سورہ الاحزاب کی آیت ۵۵ سے شروع ہوئی اور سورۃ کے آخر تک کے ترجمہ وتشریح پر مشتمل تھی نشر ہوئی۔ آیت نمبر ۶۲ کے متعلق فرمایا کہ اس کے اصل معنی نہ سمجھ سکنے کی وجہ سے مولوی اس آیت سے یہ جواز نکالتے ہیں کہ آیت نمبر ۶۱ کے اوصاف والے لوگوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔ تاریخ سے بالکل ایسا ثابت نہیں اور آنحضرت ﷺ کا اپنا عمل مولویوں کے معنی کو سختی سے رد کرتا ہے۔ یہ آیت ان منافقین کے سلسلہ میں چسپاں ہوتی ہے جو عہد شکنی اور شرارتوں کے مرتکب ہوئے۔ اور آیت ۶۳ ثابت کرتی ہے کہ مسلمانوں کو پہلے انبیاء سے کوئی الگ حکم نہیں دیا گیا۔ خدا تعالیٰ کی یہی سنت چلی آئی ہے کہ خدا کی سنت تبدیل نہیں ہوا کرتی۔ آیت ۷۱ اور ۷۲ میں مسلمانوں کو ہمیشہ قول سدید کہنے کا حکم ہے جس کا پھل اعمال کی اصلاح اور گناہوں کی بخشش اور اللہ اور رسول کی اطاعت کے نتیجے میں فوز عظیم کا وعدہ ہے۔

بدھ، ۱۷؍دسمبر ۱۹۹۷ء: آج ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۲۲ نشر ہوئی جو سورۃ النساء سے شروع ہوئی۔

جمعرات، ۱۸؍دسمبر ۱۹۹۷ء: آج ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۸۴ جو ۱۶؍مئی ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ ہوئی تھی براڈکاسٹ کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۱۹؍دسمبر ۱۹۹۷ء: آج فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ حضور انور کی خاص ملاقات جو ۱۵؍دسمبر ۱۹۹۷ء کو ریکارڈ کی گئی تھی نشر ہوئی۔ حضور انور کے تشریف لانے سے پہلے ماریشس سے شائع کیا ہوا ایک خوبصورت میگزین مکرم امام صاحب نے دکھایا اور تعارف کے ساتھ یہ کہا کہ جو بھی رسالہ حاصل کرنا چاہیں انہیں اس ایڈریس پر رابطہ کرنا چاہئے: Ahmadiyya Muslim Association. - P.O.Box 6 Rose -Hill - Maurutius ☆...... حضور انور سے سوال کیا گیا کہ میں کالج میں پروفیسر ہوں۔ میرا مشاہدہ ہے کہ مسلمان طلباء میں اعتماد کی کمی ہے اور وہ Inferiority Complex کا

باقی مختصرات صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

اُدخلُو ھَا بسَلام اٰمِنِین

۱۹۹۷ء کا سال جماعت احمدیہ عالمگیر پر الٰہی نصرت و حفاظت کے عظیم نشانات اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش برساتے ہوئے ہم سے رخصت ہوا اور ہم اس حال میں نئے سال میں داخل ہوئے کہ ہم پر ایک ایسا مہینہ سایہ فگن تھا جس کی عظمتیں بے شمار ہیں۔ وہ برکتوں والا مہینہ جو سید الشھور ہے، جس میں ایک ایسی رات بھی آتی ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ہاں وہ مہینہ جس میں مومنوں کے لئے رحمت کے بہت سے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ یہ رمضان کا وہ مقدس مہینہ ہے جس کے سلامتی سے گزرنے کے ساتھ سارے سال کی سلامتی وابستہ ہے۔ پس الحمد للہ کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کے لئے گزشتہ سال بھی ہمیشہ کی طرح نہایت درجہ کامیاب اور بابرکت گزرا اور یہ نیا سال ہمارے لئے مزید خوشخبریوں اور رحمتوں اور برکتوں کے نزول کا سال بن کر طلوع ہوا۔ پس ہم اللہ تعالیٰ کی وسیع مغفرت اور رحمت پر نظر کرتے ہوئے دعا اور توقع کے رنگ میں یہی کہتے ہیں کہ اُدخلُو ھَا بِسَلامٍ اٰمِنِین. اللہ تعالیٰ یہ سال ہم سب کے لئے بحیثیت جماعت بھی اور بحیثیت افراد بھی، سلامتی اور خیر و برکت کا سال بنائے۔

۱۹۹۷ء کا سال کئی پہلوؤں سے ۱۸۹۷ء کے سال سے حیرت انگیز مماثلتیں رکھتا تھا۔ ان مماثلتوں کی تفصیل اس وقت مقصود نہیں ہے۔ عمومی طور پر نظر ڈالنے سے بھی یہ معلوم کرنا کچھ مشکل نہیں کہ جس طرح ۱۸۹۷ء میں جماعت کے خلاف معاندین احمدیت نے جھوٹ اور افتراء کی مہم کو اپنے انتہاء تک پہنچایا یہاں تک کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر سراسر جھوٹا مقدمہ اقدام قتل کا بھی قائم کیا گیا۔ اسی طرح ۱۹۹۷ء میں بھی جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹ اور شر انگیزی کی مہم بڑے زور سے جاری کی گئی اور مخالفوں نے اپنے زعم میں بڑے بڑے خطرناک منصوبے باندھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی تقدیر نے ان سب سازشوں کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے۔ اور جماعت احمدیہ کو نابود ہوتا ہوا دیکھنے کی خواہش رکھنے والوں کو ذلت اور نامرادی کے سوا کچھ نہ ملا۔ دراصل ان کا یہ شور و غوغا خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے منصوبوں میں ناکام رہے ہیں اور جماعت احمدیہ کی ترقی کو نہیں روک سکے۔ چنانچہ خود اپنے بیانات میں انہوں نے اس حقیقت کو تسلیم بھی کیا۔ (ایسے بعض حوالے الفضل انٹرنیشنل میں شائع بھی ہو چکے ہیں)۔

۱۹۹۷ء کا سال مباہلہ کا سال تھا۔ جس میں اللہ تعالیٰ سے خصوصیت سے یہ التجا کی گئی تھی کہ وہ اپنے فضل سے ایسے نشان دکھائے جن سے سچوں اور جھوٹوں میں کھلا کھلا امتیاز قائم ہو جائے۔ چنانچہ ۱۹۹۷ء میں ہم نے خدا تعالیٰ کے فضلوں کو غیر معمولی بارش کی طرح برستے دیکھا۔ یہی وہ سال ہے جس میں ۳۰ لاکھ سے زائد افراد خلافت حقہ اسلامیہ احمدیہ کے ہاتھ پر بیعت کر کے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے اور ایک دن بھی ایسا نہیں گزرا جس میں جماعت کی ترقی رک گئی ہو۔ اس میں شک نہیں کہ مخالفتیں بھی بڑی شدید ہوئیں مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے "الیس اللہ بکاف عبدہ" کے تسلی بخش الفاظ کی تکرار اور سلامتی کے وعدے بار بار ہمارے لئے سپر بن کر ظاہر ہوئے اور ؎

شریروں پر پڑے ان کے شرارے — نہ ان سے رُک سکے مقصد ہمارے
انہیں ماتم ہمارے گھر میں شادی — فسبحان الذی اخزی الاعادی

مباہلے کا مقصد تو یہ ہوتا ہے کہ تا سچے اور جھوٹے میں کھلا کھلا امتیاز ہو۔ اگرچہ سارا سال ہی احمدیت کے مخالف ملاں نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی سے جماعت کے خلاف کذب و افتراء اور تلبیس اور دجل و فریب پر مبنی پراپیگنڈا کرتے رہے لیکن اس سال کے آخر پر انہوں نے ایک ایسا ہی کھلا کھلا جھوٹ یہ بھی بولا کہ :

"گیمبیا نے بھی قادیانیوں کو کافر قرار دے دیا"، "افریقی ملک جمہوریہ گیمبیا کے صدر...... نے مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو 'کافر قرار' دے دیا"، اور "دارالحکومت بنجول میں قادیانیوں کے سب سے بڑے "محمدن سکول" سمیت پورے ملک کے قادیانیوں کی عبادت گاہوں اور مدرسوں کو سربمہر کر کے اپنی سرکاری تحویل میں لے لیا ہے"۔ "قادیانیوں کو کفر کا فتویٰ ملنے کی وجہ سے لوگ دوبارہ دائرہ اسلام میں آنا شروع ہو گئے"۔ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹/ دسمبر ۱۹۹۷ء)

ہم بارہا کہہ چکے ہیں کہ اگر ہم اللہ اور رسول ؐ کی نظر میں مسلمان ہیں، اور ہم بفضلہٖ تعالیٰ مسلمان ہیں، تو ہمیں اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا اور نہ ہمیں اس بات کی کچھ بھی پرواہ ہے کہ کوئی فرد، ادارہ یا اسمبلی یا حکومت ہمیں کافر قرار دیتی ہے یا کچھ اور سمجھتی ہے۔ لیکن بایں ہمہ ہمارے معاندین کی طرف سے شائع ہونے والا مذکورہ بالا بیان ایسا کھلا کھلا سیاہ جھوٹ ہے جس نے ان کی ذلت و نامرادی کی سیاہی کو اور بھی بڑھا دیا ہے۔ لعنة اللہ علی الکاذبین۔ ہر کس و ناکس گیمبیا سے رابطہ کر کے معلوم کر سکتا ہے کہ یہ خبر اول تا آخر، سر تا پا جھوٹ ہی جھوٹ ہے اور کسی بہت ہی جھوٹے اور خود فریب انسان کی تخلیق ہے۔ تحفظ ختم نبوت کے نام پر ایسے کھلے کھلے جھوٹ بولنے والوں کے جھوٹا ہونے میں کیا اب بھی کوئی شک ہے؟ کیا یہ بھی مباہلہ کے سال کا ایک روشن نشان نہیں!؟ فکّر و تدبّر۔ واللہُ یُؤید بنصرہ من یشاء۔ انّ فی ذٰلک لعبرة لاولی الابصار۔ (اور اللہ جس کی چاہتا ہے اپنی نصرت سے تائید فرماتا ہے۔ یقیناً اس میں بصیرت رکھنے والوں کے لئے عبرت کا سامان ہے)

☆ تمام قارئین الفضل انٹرنیشنل کو نیا سال مبارک ہو ☆

فضل خدا کا سایہ تم پہ رہے ہمیشہ
ہر دن چڑھے مبارک، ہر شب بخیر گزرے

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

کا ارشاد ہوا ہے اور دوسری آیت میں یہ ذکر ہے کہ جو اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے انہیں مردے نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں لیکن تمہیں اس بات کا شعور نہیں ہے کہ ان کی زندگی کی حقیقت کیا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ صبر کا تعلق جو نماز کے ساتھ باندھا گیا ہے اس کے دو پہلو ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ سے مدد مانگنی ہے صبر کے ساتھ یعنی مدد مانگتے چلے جانا ہے اور اس بارہ میں جلدی نہیں کرنی۔ دوسرے یہ کہ مدد نماز کے ذریعہ مانگی جائے اور ایسی نماز کے ذریعہ مانگی جائے جس پر صبر ہو یعنی نیکیوں پر دوام اختیار کیا جائے۔ نماز پر بھی صبر کرنا ہے کیونکہ آخر پر یہ نہیں فرمایا کہ اللہ نماز پڑھنے والوں کے ساتھ ہے بلکہ اللہ کا صبر کرنے والوں کے ساتھ ہونا بیان فرمایا ہے۔

حضور نے فرمایا یہاں صبر کا ذکر بتاتا ہے کہ کوئی تکلیف دہ بات ہے جس کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ اگر صدمہ پر بے صبری کرو گے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر صدمہ کے نتیجہ میں صبر کر کے دعائیں کرو گے جو خصوصاً نماز میں ہونی چاہئیں تو اللہ کی معیت حاصل ہوگی۔

حضور نے فرمایا کہ ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ خدا کی راہ میں شہید ہونے والوں کی عام موتیں نہیں ہیں ان میں اور عام موتوں میں فرق ہے۔ اس فرق کو ہم شعوری طور پر محسوس نہیں کر سکتے۔ حضور نے اس کے مختلف امکانی پہلوؤں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ہو سکتا ہے شہداء کو جنت کی زندگی مرنے کے فوراً بعد عطا کی جاتی ہو۔ اور شہداء کے متعلق یہ فرمانا کہ وہ زندہ ہیں تم شعور نہیں رکھتے، کا یہ پہلو بھی ہے کہ ان کی وجہ سے قوم زندہ رہتی ہے۔ یہ شہادتیں ہمیشہ کے لئے قوم کی زندگی کی ضمانت دیتی ہیں۔ جب تک خدا کی خاطر جانیں پیش کرنے والے موجود رہیں اس وقت تک ناممکن ہے کہ قوم مر جائے۔ پھر شہداء کی زندگی کا تعلق خدا تعالیٰ سے اس حال میں ہے کہ وہ اپنے پچھلوں کے لئے دعا کرتے ہیں اور ان کا خیال رکھتے ہیں۔ پس ان کا خیال رکھنا بتا رہا ہے کہ ان کی نئی زندگی کا ان کے پسماندگان سے ایسا گہرا تعلق ہے جو عام مُردوں کو نہیں ہوا کرتا۔ یہ چند اندازے ہیں اور بھی بہت سی باتیں ہونگی۔

حضور ایدہ اللہ نے مکرم مظفر احمد صاحب شرما شہید کا ذکر فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ یہ شہادتیں جو نیک کاموں میں مصروف رہنے کی وجہ سے دشمن کے چیلنج کے باوجود پیش کی جائیں یہ شہادتیں بہت ہی قابل قدر ہیں۔ مظفر شہید کو ایک ذرہ بھی شک نہیں تھا کہ میں یہاں شہید ہو سکتا ہوں لیکن کوئی خوف اس کے دل پر طاری نہیں تھا۔

حضور نے واقعہ شہادت کے بعض کوائف بیان فرمائے (یہ کوائف الفضل کے گزشتہ شمارہ میں شائع ہو چکے ہیں)۔ حضور نے فرمایا کہ ۱۹۸۵ء میں بھی اس خاندان نے بہت بڑی قربانیاں کیں۔ شکارپور میں اکیلا ان کا گھر تھا۔ اس خاندان نے پوری ثابت قدمی کے ساتھ ہر تکلیف کو برداشت کیا۔ حضور نے فرمایا کہ ان کو قتل کی دھمکیوں کے اعلان اخبارات میں چھپتے بھی تھے اور مولویوں کے نام بھی لکھے ہوتے تھے مگر حکومت نے کبھی کوئی کارروائی نہیں کی۔ حضور نے شہید مرحوم کے پسماندگان کے لئے دعائیں کرتے رہنے کی تلقین فرمائی اور فرمایا کہ اللہ کے حضور یہ بھی گریہ وزاری کریں کہ وہ ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی وفات پر دنیا بھر سے جو تعزیتی خطوط و پیغامات حضور انور کو موصول ہو رہے ہیں ان کے متعلق حضور نے فرمایا کہ وہ بڑی کثرت سے ہیں اور وہ تمام حضور کی نظر سے گزرتے ہیں اور سب کے لئے دل سے دعا نکلتی ہے لیکن کثرت ڈاک کی وجہ سے سب کو جواب دینا ممکن نہیں اس لئے اگر صرف رسیدگی کا خط بھی نہ ملے تو ہرگز اس شبہ میں مبتلا نہ ہوں کہ شاید آپ کا خط میری نظر سے نہیں گزرا۔ ضمناً حضور نے یہ بھی بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نرینہ اولاد در اولاد میں سے بھی کسی کو اتنی لمبی عمر عطا نہیں ہوئی جتنی حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کو عطا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔

حضور ایدہ اللہ نے نماز کے مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا کہ رمضان آنے والا ہے۔ ہمیں ضرورت ہے کہ اپنی نمازوں کو سنواریں۔ یہ ضرورت آج کل کے حالات میں اور بھی زیادہ ہے کیونکہ آج کل کے شر اور فساد سے بچانے والی کوئی چیز ہے تو وہ نماز ہی ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اقتباسات پڑھ کر سنائے اور ان کی تشریح بیان فرمائی جن میں نماز کے حوالہ سے جسم اور روح کے باہمی تعلق پر روشنی ڈالی گئی ہے اور نماز میں لذت کے حصول کے طریق کا ذکر ہے۔ نماز دین کے لئے نہیں دنیا کے لئے بھی ضروری ہے۔ نماز سے انسان ہر قسم کی بدامنی و بے حیائی سے بچایا جاتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جون ۱۸۹۹ء کا ایک الہام پڑھ کر سنایا جس میں تقویٰ اختیار کرنے کی طرف تاکیدی حکم ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس الہام کے تابع ابھی بھی ہمیں مسیح موعودؑ کی دعائیں پہنچ رہی ہیں اور میں دیکھ رہا ہوں کہ جماعت میں کثرت سے تقویٰ کی طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے۔

حضور نے بتایا کہ جماعت کی ترقی کی وجہ سے مخالف غیظ و غضب میں مبتلا ہیں اور رات دن منصوبہ سازیاں ہو رہی ہیں اور جھوٹی باتیں پھیلائی جا رہی ہیں۔ ان کے ازالہ کے لئے اور ان سے بچنے کے لئے تقویٰ کی ضرورت ہے۔ حضور نے فرمایا جہاں تک ظاہری تدابیر کا تعلق ہے ان کی طرف بھی امتثال امر کے طور پر توجہ کریں۔ اور اس لئے بھی کہ وہ تدبیریں آسمان سے اترتی ہیں اور اللہ تعالیٰ دل میں ڈالتا ہے۔ حضور نے امید ظاہر فرمائی کہ جماعت ایسی ساری تدبیروں کو ہمت و کوشش سے بروئے کار لائے گی جو میری طرف سے ان کو بھیجی جاتی ہیں۔

احمدی طلباء و طالبات متوجہ ہوں

دنیا بھر کے احمدی طلباء و طالبات سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ جس جس تعلیمی میدان (مثلاً سائنس، آرٹ، پبلک ایڈمنسٹریشن، کمپیوٹر وغیرہ) میں تعلیم حاصل کر رہے ہوں، اپنے تعلیمی ادارہ سے متعلقہ معلومات (داخلہ کا طریق کار وغیرہ) خواہ وہ پراسپکٹس کی صورت میں ہوں، پمفلٹ کی صورت میں ہوں یا کسی بھی صورت میں ہوں جلد از جلد ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کو ارسال فرمائیں۔ اسی طرح اگر آپ اپنے تعلیمی ادارہ کے علاوہ کسی اور تعلیمی ادارہ کے بارے میں مذکورہ بالا معلومات بھجوا سکتے ہوں تو ضرور بھجوائیں۔ امید ہے کہ طلباء و طالبات اپنے اس Information Cell کو کامیاب بنانے کے لئے جو بھی نئی نئی معلومات انہیں حاصل ہوتی رہیں گی وہ ہمیں ضرور بھجواتے رہیں گے۔

(ناظر تعلیم، صدر انجمن احمدیہ، ربوہ)

صحف سابقہ کی تاریخ، پیشگوئیوں اور عقائد کو توڑ مروڑ کر بیان کرنے والا کون ہے؟ قرآن مجید یا اناجیل؟

مشہور پادری وہیری کے قرآن مجید پر اعتراضات کے جواب میں ایک ٹھوس علمی و تحقیقی مقالہ

(سید میر محمود احمد ناصر)

چھٹی قسط

حضرت ہارون علیہ السلام کے واقعات

تاریخ کے بارہ میں قرآن مجید اور بائبل کا ایک اور اختلاف حضرت ہارون علیہ السلام کے بارہ میں ہے۔

بائبل کہتی ہے کہ حضرت موسیٰ جب خدا تعالیٰ کے حضور کچھ عرصہ کے لئے پہاڑ پر تشریف لے گئے اور بنی اسرائیل میں بے چینی پیدا ہوئی تو حضرت ہارونؑ نے بنی اسرائیل کی درخواست پر ان کے لئے ایک سونے کا بچھڑا معبود کے طور پر بنایا۔ لکھا ہے:

"جب موسیٰؑ نے پہاڑ سے اترنے میں دیر لگائی تو وہ ہارون کے پاس جمع ہو کر کہنے لگے کہ اٹھ ہمارے لئے دیوتا بنا دے جو ہمارے آگے آگے چلے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اس مرد موسیٰ کو جو ہم کو ملک مصر سے نکال کر لایا ہے کیا ہو گیا ہے۔ ہارون نے ان سے کہا تمہاری بیوی اور لڑکوں اور لڑکیوں کے کانوں میں جو سونے کی بالیاں ہیں ان کو اتار کر میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ سب لوگ ان کے کانوں سے سونے کی بالیاں اتار اتار کر ان کو ہارون کے پاس لے آئے اور اس نے ان کو اُن کے ہاتھوں سے لے کر ایک ڈھالا ہوا بچھڑا بنایا جس کی صورت چھینی سے ٹھیک کی۔ تب وہ کہنے لگے اے اسرائیل یہی تیرا وہ دیوتا ہے جو تجھ کو ملک مصر سے نکال کر لایا۔ یہ دیکھ کر ہارون نے اس کے آگے ایک قربان گاہ بنائی اور اس نے اعلان کر دیا کہ کل خداوند کے لئے عید ہو گی اور دوسرے دن صبح سویرے اٹھ کر انہوں نے قربانیاں چڑھائیں اور سلامتی کی قربانیاں گذرانیں۔ پھر ان لوگوں نے بیٹھ کر کھایا پیا اور اٹھ کر کھیل کود میں لگ گئے"۔

(خروج باب ۳۲ آیات ۱ تا ۶)

پھر لکھا ہے:

"اور موسیٰ نے ہارون سے کہا ان لوگوں نے ترے ساتھ کیا کیا تھا جو تو نے ان کو اتنے بڑے گناہ میں پھنسا دیا؟ ہارون نے کہا میرے مالک کا غضب نہ بھڑکے تو ان لوگوں کو جانتا ہے کہ بدی پر تلے رہتے ہیں۔ چنانچہ انہی نے مجھ سے کہا کہ ہمارے لئے دیوتا بنا دے جو ہمارے آگے آگے چلے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اس آدمی موسیٰ کو جو ہم کو مصر سے نکال کر لایا، کیا ہو گیا۔ تب میں نے ان سے کہا کہ جس جس کے پاس سونا ہو وہ اسے اتار لائے۔ پس انہوں نے اسے مجھ کو دیا اور میں نے اسے آگ میں ڈالا تو یہ بچھڑا نکل پڑا"۔

(خروج باب ۳۲ آیات ۲۰ تا ۲۴)

یہ ہے بائبل کا بیان جو سراسر حضرت ہارونؑ کو نعوذ باللہ بچھڑا بنانے کا مجرم قرار دیتا ہے۔

اس کے مقابل پر قرآن مجید کا بیان ملاحظہ فرمایئے۔ سورۃ طٰہٰ آیات ۸۴ تا ۹۹ میں فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا۔ (ان آیات کا مفہوم یہ ہے):

"ہم نے کہا اے موسیٰ تم اپنی قوم کو چھوڑ کر کس لئے جلدی جلدی آ گئے ہو۔ موسیٰ نے جواب میں کہا کہ وہ لوگ میرے پیچھے آ رہے ہیں اور اے میرے رب میں اس لئے تیرے پاس جلدی سے آیا ہوں تا کہ تو خوش ہو جائے۔ خدا نے کہا ہم نے تیری قوم کو تیرے بعد ایک آزمائش میں ڈال دیا ہے اور سامری نے ان کو گمراہ کر دیا ہے۔ اس پر موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصے سے بھرے ہوئے افسردہ لوٹ گئے اور کہا اے میری قوم کیا تمہارے رب نے تم سے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا۔ یا اس وعدہ کے پورا ہونے میں کوئی دیر ہو گئی تھی یا تم یہ چاہتے ہو کہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے کوئی غضب نازل ہو سو تم نے میرے وعدے کو رد کر دیا۔ انہوں نے کہا ہم نے تیرے وعدے کو اپنی مرضی سے رد نہیں کیا بلکہ فرعون کی قوم کے زیورات کا جو بوجھ ہم پر لاد دیا گیا تھا اس کو ہم نے پھینک دیا اور اس طرح سامری نے بھی ان کو پھینک دیا پھر اس نے ان کے لئے ایک بچھڑا تیار کیا جو محض جسم ہی تھا۔ اس سے ایک بے معنی آواز نکلتی تھی پھر انہوں نے کہا یہ تمہارا بھی اور موسیٰ کا بھی خدا ہے جو اسے بھول گیا ہے۔ مگر کیا وہ دیکھتے نہیں تھے کہ وہ بچھڑا ان کی کسی بات کا جواب نہیں دیتا تھا۔ نہ انہیں کوئی نفع نقصان پہنچا سکتا تھا۔ اور ہارون نے اس سے پہلے ان سے کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم تم کو اس بچھڑے کے ذریعے آزمائش میں ڈالا گیا ہے اور تمہارا رب تو رحمان ہے پس میری اتباع کرو۔ اور میرا حکم مانو۔ مگر انہوں نے کہا کہ جب تک موسیٰ ہماری طرف واپس نہ آئے ہم برابر اس کی عبادت میں مشغول رہیں گے۔ جب موسیٰ واپس آئے تو انہوں نے کہا اے ہارون! جب تم نے اپنی قوم کو گمراہ ہوتے دیکھا تو تمہیں کس نے منع کیا تھا کہ تم میرے پیچھے چلے آؤ کیا تم نے میرے حکم کی نافرمانی کی۔ ہارون نے کہا اے میری ماں کے بیٹے میری داڑھی اور سر کے بال نہ پکڑ۔ میں تو اس بات سے ڈرتا تھا کہ تم یہ نہ کہو کہ تم نے بنی اسرائیل کو بانٹ دیا ہے۔ اور میری ہدایت کا انتظار نہیں کیا۔ اس پر موسیٰ نے کہا اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا میں نے وہ کچھ دیکھا جو ان لوگوں نے نہیں دیکھا تھا اور میں نے رسول کی باتوں میں سے کچھ تو اختیار کر لیں پھر (جب موقع آیا) تو میں نے ان (اختیار کی ہوئی باتوں) کو بھی پھینک دیا اور میرے نفس نے یہی چیز مجھے اچھی کر کے دکھائی۔ موسیٰ نے کہا اچھا جا۔ تیری اس دنیا میں یہی سزا ہے کہ تو اس دنیا میں ہر ایک سے یہی کہتا رہے کہ مجھے چھوؤ نہیں۔ اور تیرے لئے ایک وقت مقرر ہے جسے تو ٹلا نہیں سکے گا۔ اور تو اپنے معبود کی طرف دیکھ جس کی تو پرستش کرتا رہتا تھا۔ ہم اس کو جلائیں گے اور پھر اسے سمندر میں پھینک دیں گے تمہارا معبود تو صرف اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ہر ایک چیز کو جانتا ہے"۔ (سورۃ طٰہٰ)

اب پادری صاحب یہ ہیں ایک واقعہ کے دو ورشن۔

ایک طرف بائبل کا بیان کہ سونے کا بچھڑا بنانے اور سونے کے بچھڑے کو معبود بنانے کے پہلے مجرم نعوذ باللہ حضرت ہارون تھے۔

دوسری طرف قرآن مجید کا بیان کہ اس کا اصل مجرم سامری تھا اور حضرت ہارون نے اسے سختی سے منع کیا تھا مگر صرف اس ڈر سے کہ بنی اسرائیل دو حصوں میں بٹ نہ جائیں انہوں نے حضرت موسیٰ کی ہدایت کا انتظار کیا اور ایسا اقدام نہیں کیا جس سے قوم میں تفرقہ پیدا ہو جائے۔

پادری صاحب! آپ عقلی اور روحانی نقطہ نظر سے دیکھیں کہ ان میں سے کون سا بیان درست ہے۔ کیا وہ شخص جس کو خدا نے خود ہی نبی کے طور پر چنا ہو، جس سے خود رب العالمین نے کلام کیا ہو اور فرعون جیسے جابر بادشاہ کے مقابلے کے لئے بھیجا ہو، جس کے ذریعہ خدا تعالیٰ نے زبردست نشانات ظاہر کئے ہوں کیا وہ خدا کو چھوڑ کر ایک بچھڑا بنا کر اس کی پوجا کر سکتا ہے!؟؟۔ کیا خدا ایسے لوگوں کو اپنا نمائندہ بنا کر انسانیت کی راہنمائی کے لئے بھیج سکتا ہے جو اس سے غداری کرنے والے ہوں؟ کیا کوئی کمزور سے کمزور حاکم بھی ایسے شخص کو اپنا ایلچی بنا کر بھیجا کرتا ہے!!؟۔

قرآن کا بیان کیسی حکمت اور معقولیت اپنے اندر رکھتا ہے کہ نہ ہارون نے ایسا گھناؤنا جرم کیا نہ وہ اس پر راضی تھا بلکہ اس نے اس جرم کے خلاف اپنی قوم سے مجاہدہ کیا، انہیں بڑے زور سے منع کیا اور باز رکھنے کی کوشش کی۔

پادری صاحب! کیا اب بھی آپ کو شکوہ ہے کہ قرآن بائبل کی تاریخ کو "**بگاڑ**" کر پیش کرتا ہے؟

☆...... اور ابھی بات ختم نہیں ہوئی خود بائبل سے ہی بائبل کے اس بیان کے خلاف استنباط ہو سکتا ہے۔ بائبل سے معلوم ہوتا ہے کہ بچھڑا بنانے والوں اور اس کی عبادت کرنے والوں کو حضرت موسیٰؑ نے قتل کی سزا دی اور تین ہزار افراد موت کے گھاٹ اتار دئے گئے۔ خروج میں لکھا ہے:

"جب موسیٰ نے دیکھا کہ لوگ بے قابو ہو گئے کیونکہ ہارون نے ان کو بے لگام چھوڑ کر ان کو ان کے دشمنوں کے درمیان ذلیل کر دیا تو موسیٰ نے لشکر گاہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہا جو جو خداوند کی طرف سے ہے وہ میرے پاس آ جائے۔ تب سب بنی لاوی اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور اس نے ان سے کہا کہ خداوند اسرائیل کا خدا یوں فرماتا ہے کہ تم اپنی اپنی ران سے تلوار لٹکا کر پھاٹک پھاٹک گھوم گھوم کر سارے لشکر گاہ میں اپنے بھائیوں اور اپنے اپنے ساتھیوں اور اپنے اپنے پڑوسیوں کو قتل کرتے پھرو۔ اور بنی لاوی نے موسیٰ کے کہنے کے موافق عمل کیا۔ چنانچہ اس دن لوگوں میں سے قریباً تین ہزار مرد کھیت آئے۔ اور موسیٰ نے کہا کہ آج خداوند کے لئے اپنے آپ کو مخصوص کرو بلکہ ہر شخص اپنے ہی بیٹے اور اپنے ہی بھائی کے خلاف ہو تا کہ وہ تم کو آج ہی برکت دے اور دوسرے دن موسیٰ نے لوگوں سے کہا کہ تم نے بڑا گناہ کیا اور اب میں خداوند کے پاس اوپر جاتا ہوں۔ شاید میں تمہارے گناہ کا کفارہ دے سکوں۔ اور موسیٰ خداوند کے پاس لوٹ کر گیا اور کہنے لگا ہائے ان لوگوں نے بڑا گناہ کیا کہ اپنے لئے سونے کا دیوتا بنایا۔ اور اب اگر تو ان کا گناہ معاف کر دے تو خیر ورنہ میرا نام اس کتاب میں سے جو تو نے لکھی ہے مٹا دے۔ اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ جس نے میرا گناہ کیا ہے میں اسی کے نام کو اپنی کتاب میں سے مٹاؤں گا۔ اب تو روانہ ہو اور لوگوں کو اس جگہ لے جا جو میں نے تجھے بتائی ہے۔ دیکھ میرا فرشتہ تیرے آگے آگے چلے گا لیکن میں اس مطالبہ کے دن ان کو ان کے گناہ کی سزا دوں گا اور خداوند نے ان لوگوں میں مری بھیجی کیونکہ جو بچھڑا ہارون نے بنایا وہ ان ہی کا بنوایا ہوا تھا"۔

(خروج باب ۳۲ آیات ۲۵ تا ۳۵)

اب دیکھئے پادری صاحب! بچھڑا بنانے اور اس کی پرستش کرنے کی دو سزائیں دی گئی۔ حضرت موسیٰ کی طرف سے قتل عام کی اور خدا تعالیٰ کی طرف سے خدا کی کتاب سے نام مٹا کر مری کے ذریعہ موت کی۔ مگر دونوں سزاؤں سے حضرت ہارونؑ بچائے گئے جو بقول بائبل بڑے مجرم تھے۔ جن کے کہنے پر بنی اسرائیل اپنی عورتوں اور بچیوں کے کانوں سے بالیاں تک اتار لائے تھے اور جنہوں نے آگ میں زیور ڈال کر بچھڑا بنایا تھا۔ یہ عجیب انصاف ہے کہ اصل مجرم تو بالکل محفوظ ہے اور کمتر مجرموں کو حضرت موسیٰ بھی قتل کی سزا دے رہے ہیں (قرآن شریف کے بیان کے مطابق بچھڑا بنانے کے اصل مجرم کو قتل کی نہیں بلکہ بائیکاٹ کی سزا دی گئی) مگر ہارون کو کوئی سزا نہیں دیتے اور اللہ تعالیٰ بھی حضرت ہارونؑ کو سزا نہیں دیتا جبکہ ثانوی مجرموں کو مری کے ذریعہ ہلاک کرتا ہے۔ معلوم ہوا کہ حضرت ہارونؑ نے جیسا کہ قرآن کہتا ہے اس جرم کا ارتکاب کیا ہی نہیں تھا تبھی وہ دونوں سزاؤں سے بچائے گئے اور پھر نہ صرف یہ کہ وہ سزاؤں سے بچائے گئے ان کو خدا کے حضور معزز اور بنی اسرائیل میں ایک بلند مقام ایک باعزت مرتبہ دیا گیا اور خیمہ اجتماع جو قبلہ کی حیثیت رکھتا تھا تیار کر کے اس کی خدمت اور نگہبانی کا اعزاز ہارون اور ان کی اولاد کو دیا گیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ نے موسیٰ سے کہا:

"اور تو سوختنی قربانی کے مذبح اور اس کے سب ظروف کو مسح کر کے مذبح کو مقدس کرنا اور مذبح نہایت ہی مقدس ٹھہرے گا اور تو حوض اور اس کی کرسی کو بھی مسح کر کے مقدس کرنا۔ اور ہارون اور اس کے بیٹوں کو خیمہ اجتماع کے دروازہ پر لا کر ان کو پانی سے غسل دلانا اور ہارون کو مقدس لباس پہنانا اور اسے مسح اور مقدس کرنا تا کہ وہ میرے لئے کاہن کی خدمت کو انجام دے۔ اور اس کے بیٹوں کو لا کر ان کو کرتے پہنانا اور جیسے ان کے باپ کو مسح کرے ویسے ہی ان کو بھی مسح کرنا تا کہ وہ میرے لئے کاہن کی خدمت کو انجام دیں۔ اور ان کا مسح ہونا ان کے لئے نسل در نسل ابدی کہانت کا نشان ہو گا۔ اور موسیٰ نے سب کچھ جیسا خداوند نے اس کو حکم کیا تھا اسی کے مطابق کیا"۔

(خروج باب ۴۰ آیات ۱۰ تا ۱۵)

دیکھئے حضرت ہارونؑ کو کتنا بڑا اعزاز ملا اور ان کے طفیل تا قیامت ان کی اولاد کو بھی۔ کیا یہ تصور ممکن ہے کہ بچھڑا بنانے کے اصل مجرم کو تو یہ اعزاز دیا جائے اور کمتر مجرموں کو قتل کی سزا دی جائے یا مری کے ذریعہ ہلاک کیا جائے۔

پس بات وہی ہے جو قرآن نے کہی تھی کہ ہارون نے شرک نہیں کیا بلکہ شرک سے منع کیا اور **قرآن نے بائبل کی تاریخ کو بگاڑا نہیں بلکہ اس کی تصحیح کی۔**

اس ضمن میں ایک اور اختلاف بھی بائبل اور قرآن میں پایا جاتا ہے۔ جب حضرت موسیٰ کی غیر موجودگی میں بنی اسرائیل نے بچھڑا بنایا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو اس کی اطلاع دی۔ اس سے قبل اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰؑ کو خود اپنے ہاتھ سے تختیوں پر شریعت کے بنیادی احکامات لکھ کر دے چکا تھا۔ حضرت موسیٰ ان تختیوں کو لے کر نیچے اترے اور قوم کو بچھڑے کے فتنہ میں مبتلا دیکھا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی دونوں تختیاں توڑ ڈالیں۔ لکھا ہے:

"اور موسیٰ شہادت کے دونو لوحیں ہاتھ میں لئے ہوئے الٹا پھرا اور پہاڑ سے نیچے اترا اور وہ لوحیں اِدھر سے اور اُدھر سے دونوں طرف سے لکھی ہوئی تھیں۔ اور وہ لوحیں خدا ہی کی بنائی ہوئی تھیں اور جو لکھا ہوا تھا وہ بھی خدا ہی کا لکھا اور ان پر کندہ کیا ہوا تھا۔ اور جب یشوع نے لوگوں کی للکار کی آواز سنی تو موسیٰ سے کہا کہ لشکر گاہ میں لڑائی کا شور ہو رہا

ہے۔ موسیٰ نے کہا یہ آواز تو فتح مندوں کا نعرہ ہے نہ مغلوب کی فریاد۔ بلکہ مجھے تو گانے والوں کی آواز سنائی دیتی ہے اور لشکر گاہ کے نزدیک آکر اس نے وہ بچھڑا اور ان کا ناچنا دیکھا۔ تب موسیٰ کا غضب بھڑکا اور اس نے ان لوحوں کو اپنے ہاتھوں سے پٹک دیا اور ان کو پہاڑ کے نیچے توڑ ڈالا"۔

(خروج باب ۳۲ آیات ۱۵ تا ۲۰)

یہ ہے بائبل کا بیان۔ اور قرآن فرماتا ہے:

﴿وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِن بَعْدِي أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ......... وَلَمَّا سَكَتَ عَن مُّوسَى الْغَضَبُ أَخَذَ الْأَلْوَاحَ وَفِي نُسْخَتِهَا هُدًى وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُونَ﴾

(سورۃ الاعراف: ۱۵۱ تا ۱۵۵)

کہ جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصہ اور افسوس سے بھرا ہوا لوٹا تو اس نے کہا میرے بعد جو تم نے میری نمائندگی کی وہ بہت بری تھی۔ کیا تم نے اپنے رب کے حکم کے معاملہ میں جلدی کی اس وقت موسیٰ نے وہ تختیاں رکھ دیں...... پھر جب موسیٰ کا غصہ ٹھنڈا ہوا تو اس نے وہ تختیاں جن پر احکام الٰہی لکھے ہوئے تھے پھر اٹھالیں تو ان کے لئے جو اپنے رب سے خوف کرتے ہیں ان تختیوں کی تحریر میں رحمت اور ہدایت موجود تھی۔

دیکھئے پادری صاحب! بائبل اور قرآن کے بیان میں جو فرق ہے کس طرح عقل اور فطرت قرآنی بیان کی تصدیق کرتی ہے۔ موسیٰ خدا کے نبی تھے۔ خدا کو ان سے اور ان کو خدا سے بے حد پیار تھا۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ حضرت موسیٰ اپنے پیارے کے ہاتھ کی بنی ہوئی اس کے ہاتھ کی تراشی ہوئی اور اس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی الواح کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے۔ کیا دنیا کے عاشق بھی اپنے محبوب کا تحفہ سنبھال سنبھال کر نہیں رکھتے؟ کیا حضرت موسیٰ کو خدا نے خود اپنے پیغام کے لئے نہیں چنا تھا اور ان کے لئے عظیم الشان نشان اور ہیبت ناک معجزے نہیں دکھائے تھے۔

قرآن کا بیان کیسا سچا ہے کہ جب حضرت موسیٰ نیچے اترے تو قوم فتنہ میں مبتلا تھی اور اس مقام سے بھی نیچے گر چکی تھی جس میں حضرت موسیٰ ان کو چھوڑ کر گئے تھے۔ لہذا حضرت موسیٰ نے نیا پروگرام وقتی طور پر رکھ چھوڑا اور پہلے فتنہ کا اپنی دعا اور جلال کے ذریعہ مقابلہ کیا۔ پھر جب وہ فتنہ ختم ہو گیا اور مزید جلالی سلوک کی ضرورت نہ رہی تو انہوں نے وہ الواح واپس اٹھا کر ان کی تعلیم کے مطابق رحمت و ہدایت کا کام شروع کیا۔

حضرت موسیٰؑ بائبل کے ہیرو ہیں اور آپ پادری قرآن کو بنی اسرائیل کا دشمن سمجھتے ہیں۔ مگر عجیب بات ہے کہ بائبل حضرت موسیٰ پر مکروہ داغ لگاتی ہے اور قرآن اس داغ کو دھوتا ہے۔

حضرت سموئیل کے واقعات

حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ کے عرصہ بعد بائبل اور قرآن مجید نے ایک نبی کے ذریعہ جس کا نام بائبل سموئیل بتاتی ہے بنی اسرائیل کے منتشر قبائل پر ایک بادشاہ کے ذریعہ ایک مرکزی حکومت کے قیام کا ذکر کیا ہے تاکہ بیرونی حملہ آوروں کا جو بکھرے ہوئے بنی اسرائیل کے بارہ قبائل پر حملہ آور تھے مقابلہ کیا جائے۔ چنانچہ سموئیل کی کتاب میں لکھا ہے:

"تب سب اسرائیلی بزرگ جمع ہو کر رامہ میں سموئیل کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے دیکھ تو ضعیف ہے اور تیرے بیٹے تیری راہ پر نہیں چلتے۔ اب تو کسی کو ہمارا بادشاہ مقرر کردے جو اور قوموں کی طرح ہماری عدالت کرے۔ (۱۔سموئیل باب ۸ آیات ۴ تا ۶)۔

سموئیل نے جب اس درخواست پر کچھ انقباض کا اظہار کیا تو انہوں نے کہا: "ہم تو بادشاہ چاہتے ہیں جو ہمارے اوپر ہو تاکہ ہم بھی اور سب قوموں کی مانند ہوں اور ہمارا بادشاہ ہماری عدالت کرے اور ہمارے آگے آگے چلے اور ہماری طرف سے لڑائی کرے اور سموئیل نے لوگوں کی سب باتیں سنیں اور ان کو خداوند کے کانوں تک پہنچایا۔ اور خداوند نے سموئیل کو فرمایا تو ان کی بات مان اور ان کے لئے ایک بادشاہ مقرر کر۔ (۱۔سموئیل باب ۸ آیات ۱۹ تا ۲۲)

پھر اس کتاب کے باب ۱۰ میں لکھا ہے:

"سموئیل نے تیل کی کپی لی اور اس (ساؤل) کے سر پر انڈیلی اور اسے چوما اور کہا کہ کیا یہی بات نہیں کہ خداوند نے تجھے مسح کیا تاکہ تو اس کی میراث کا پیشوا ہو"۔

(۱۔ سموئیل باب ۱۰ آیت ۱ تا ۲)

پھر سموئیل نے ساؤل سے کہا: "خداوند کی روح تجھ پر زور سے نازل ہو گی اور تو ان کے ساتھ نبوت کرنے لگے گا۔ اور بدل کر اور ہی آدمی ہو جائے گا"۔

(۱۔ سموئیل باب ۱۰ آیت ۶)

پھر سموئیل نے باقاعدہ ساؤل کے خدا تعالیٰ کے انتخاب کے مطابق بادشاہ ہونے کی تقریب منعقد کی۔ چنانچہ لکھا ہے: "جب وہ لوگوں کے درمیان کھڑا ہوا تو ایسا قد آور تھا کہ لوگ اس کے کندھے تک آتے تھے اور سموئیل نے ان لوگوں سے کہا تم اسے دیکھتے ہو جسے خداوند نے چن لیا کہ اس کی مانند سب لوگوں میں سے ایک بھی نہیں؟ تب سب لوگ للکار کر بول اٹھے کہ بادشاہ جیتا رہے"۔

(۱۔ سموئیل باب ۱۰ آیات ۲۳، ۲۴)

مگر بائبل کہتی ہے کہ ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا، ابھی سموئیل زندہ تھا کہ ساؤل حد درجہ بگڑ گیا۔ لکھا ہے:

"تب خداوند کا کلام سموئیل کو پہنچا کہ مجھے افسوس ہے کہ میں نے ساؤل کو بادشاہ ہونے کے لئے مقرر کیا کیونکہ وہ میری پیروی سے پھر گیا ہے اور اس نے میرے حکم نہیں مانے"۔ (۱۔ سموئیل باب ۱۵ آیت ۱۱)

پھر لکھا ہے: "خداوند کی روح ساؤل سے جدا ہو گئی اور خداوند کی طرف سے ایک بری روح اسے ستانے لگی"۔ (۱۔ سموئیل باب ۱۶ آیت ۱۴)

یہ کمال ہے بائبل کی تاریخ دانی کا کہ بنی اسرائیل کے بارہ قبائل سموئیل سے درخواست کرتے ہیں کہ چونکہ آپ ضعیف ہو چکے ہیں اس لئے ہم پر بادشاہ مقرر کر دیں۔ سموئیل نے خود بادشاہ مقرر نہیں کیا بلکہ خدا تعالیٰ کے حضور عرض کیا اور خدا تعالیٰ نے خود ساؤل کو بادشاہ مقرر کیا۔ مگر ابھی سموئیل زندہ ہی تھے کہ ساؤل بگڑ گیا اور اس نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی اختیار کی اور بری روح اس کو ستانے لگی اور نعوذ باللہ خدا تعالیٰ پچھتایا اور اس نے کہا مجھے ساؤل کو بادشاہ بنانے پر افسوس ہے۔

یہ تصور ہے پادری وہیری صاحب! آپ کی کتب مقدسہ کا عالم الغیب رب العالمین خدا کے متعلق کہ گویا اس نے خود ہی ایک غلط آدمی کا تقرر کیا اور پھر اس پر افسوس کا اظہار کیا۔ گویا خدا تعالیٰ کو آئندہ کا علم ہی نہیں تھا۔ اور اس نے نعوذ باللہ اپنی لاعلمی کی بناء پر غلط آدمی کا انتخاب کیا۔ یہ ہے پادری صاحب آپ کی کتاب مقدس کا بیان جس کی تصحیح پر آپ قرآن شریف کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔

اب سنئے قرآن کیا کہتا ہے۔ ملاحظہ ہوں سورہ البقرہ کی آیات ۲۴۷ تا ۲۵۷۔ ان آیات کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ:

"کیا تمہیں بنی اسرائیل کے ان سرکردہ لوگوں کا حال معلوم نہیں جو موسیٰؑ کے بعد گزرے ہیں جب انہوں نے اپنے ایک نبی سے کہا ہمارے لئے کوئی شخص بادشاہ کے طور پر مقرر کیجئے تاکہ ہم اسکے ماتحت ہو کر اللہ کی راہ میں جنگ کریں۔ اس نے کہا کہیں ایسا تو نہیں ہو گا کہ اگر تم پر جنگ فرض کی جائے تو تم جنگ نہ کرو۔ انہوں نے کہا ایسا نہیں ہو گا۔ ہمیں کیا ہو گیا ہے کہ ہم اللہ کی راہ میں جنگ نہ کریں گے حالانکہ ہمیں اپنے گھروں سے نکالا گیا ہے اور اپنے بچوں سے جدا کیا گیا ہے۔ مگر جب ان پر جنگ فرض کی گئی تو ان میں سے ایک چھوٹی سی جماعت کے سوا باقی سب پھر گئے اور اللہ ظالموں کو خوب جانتا ہے۔ اور ان کے نبی نے ان سے کہا کہ اللہ نے تمہارے لئے طالوت کو بادشاہ بنا کر اس کام کے لئے کھڑا کیا ہے۔ انہوں نے کہا اسے ہم پر حکومت کس طرح مل سکتی ہے جبکہ ہم اس کی نسبت حکومت کے زیادہ حق دار ہیں اور اسے مالی فراخی بھی کوئی ایسی زیادہ عطا نہیں ہوئی۔ اس نے کہا اللہ نے اسے تم پر یقیناً فضیلت دی ہے اور اسے علمی اور جسمانی لحاظ سے فراخی عطا فرمائی ہے اور اللہ جسے پسند کرتا ہے اسے اپنا ملک عطا کرتا ہے اور اللہ کشائش دینے والا اور بہت جاننے والا ہے۔ اور ان کے نبیؑ نے ان سے کہا کہ اس کی حکومت کی دلیل یہ بھی ہے کہ تمہیں ایک ایسا تابوت ملے گا جس میں تمہارے رب کی طرف سے تسکین ہو گی اور اس چیز کا بقیہ ہو گا جو موسیٰؑ کے متبعین اور ہارونؑ کے متبعین نے پیچھے چھوڑا۔ فرشتے اسے اٹھائے ہوئے ہونگے۔ اگر تم مومن ہو تو اس بات میں تمہارے لئے یقیناً ایک بڑا نشان ہے۔ پھر طالوت اپنی فوجوں کو لے کر نکلا تو اس نے کہا اللہ ایک ندی کے ذریعہ سے تمہارا امتحان لینے والا ہے پس جس نے اس ندی سے پیٹ بھر کر پانی پی لیا وہ مجھ سے وابستہ نہیں رہے گا سوائے اس کے جس نے اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر پی لیا۔ پھر ہوا یہ کہ ان میں سے تھوڑے سے لوگوں کے سوا سب نے اس میں سے پانی پی لیا پھر جب وہ خود اور نیز وہ لوگ جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے اس ندی سے پار اتر گئے تو لوگوں نے کہا کہ آج ہم میں جالوت اور اس کے لشکروں کے مقابلہ کی بالکل طاقت نہیں مگر جو لوگ یقین رکھتے تھے کہ وہ ایک دن اللہ سے ملنے والے ہیں انہوں نے کہا کہ اے ہمارے رب بہت سی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی جماعتوں پر غالب آچکی ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اور جب وہ جالوت اور اس کی فوجوں کے مقابلہ کے لئے نکلے تو انہوں نے کہا اے ہمارے رب ہمیں صبر اور استقلال عطا فرما اور ہمارے قدم جمائے رکھ اور ان کافروں کے خلاف ہماری مدد کر اور انہوں نے اللہ کے حکم سے دشمنوں کو شکست دی اور جالوت کا خاتمہ داؤدؑ نے کیا اور اللہ نے اسے حکومت اور حکمت بخشی اور جو کچھ اللہ کو منظور تھا اس کا علم اللہ نے داؤد کو عطا کیا۔ اور اگر اللہ بعض انسانوں کو شرارت سے دوسرے انسانوں کے ذریعہ نہ روکتا تو زمین تہہ و بالا ہو جاتی لیکن اللہ تمام جہانوں پر بڑا فضل کرنے والا ہے۔ یہ اللہ کی آیات ہیں جنہیں ہم تمہیں پڑھ کر سناتے ہیں اس حالت میں کہ تم حق پر قائم ہو اور تم یقیناً رسولوں میں سے ہو"۔

یہ ہے بیان قرآن مجید کا۔ اب پادری صاحب! اس اشتراک اور اختلاف کو نوٹ کیجئے جو قرآن اور بائبل میں ہے۔ قرآن اور بائبل دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد بنی اسرائیل پر ایک ایسا دور آیا کہ مضبوط مرکزی راہنما موجود نہ ہونے کی وجہ سے بیرونی حملے زور پکڑ گئے اور ضرورت محسوس ہوئی ایک مضبوط شخصیت کی جو ان کے مقابلہ میں قیادت کے فرائض سر انجام دے۔

قرآن اور بائبل دونوں اس بات پر متفق ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اس نبی کی معرفت ایک بادشاہ مقرر کیا اس کے بعد قرآن کہتا ہے کہ اس راہنما نے نہایت مشکل حالات میں مجاہدانہ انداز اختیار کرتے ہوئے دنیوی نعماء سے منہ موڑ کر بھاری تعداد میں دشمن پر غلبہ پالیا اور اسے شکست دی۔ مگر بائبل کہتی ہے کہ بادشاہ اگرچہ خدا تعالیٰ نے مقرر کیا تھا اور اس کا مقصد زیادہ تر یہ تھا کہ سموئیل نبی کے بعد قیادت میں خلاء نہ پیدا ہو مگر وہ جسے خدا تعالیٰ نے مقرر کیا تھا بگڑ گیا اور بدروح اس کو ستانے لگی اور اس نے خدا تعالیٰ کی نافرمانی کی اور خدا تعالیٰ نے افسوس کیا کہ اس نے ایسا بادشاہ مقرر فرمایا۔

بتائیے پادری صاحب! عقل اور روحانیت کے لحاظ سے خدا تعالیٰ کی مقدس صفات کو مدنظر رکھتے ہوئے قرآن کا بیان زیادہ صحیح ہے یا بائبل کا۔ کیا آپ اب بھی یہ کہیں گے کہ قرآن نے بائبل کے تاریخی بیانات کی تصحیح کر کے نعوذ باللہ اپنے افتراء ہونے کی گواہی مہیا کی ہے!!

(باقی آئندہ انشاء اللہ)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

EURO ENTERPRISES

Sole agents for EEC, Specializing from China & Far Eastern Markets

(Listed with over 100 manufacturers for distribution rights)

Products in hand available:

1. 16" Standing Fan (U.K./ CE) £=12-00
2. Window type A/C Units £=199-00
3. Solar Caps £=3-25
4. Toys from £=1-00

Also seeking distributors/wholesalers & sales persons in various markets

CONTACT: Mr. M.S.Ahmad --175 Merton Road London SW18 5EF

Telephone: 0181-333-7000 Fax: 0181-874-9754

خطبہ جمعہ

اپنی نماز کو بار بار کھڑا کریں اور امید رکھیں کہ بالآخر ہمیشہ کے لئے آپ کو نماز کی لذت اور طمانیت نصیب ہو گی

(خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۴ر نومبر ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۴ر نبوت ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

گزشتہ چند خطبات میں میں نے نماز کی اہمیت کی طرف جماعت کو توجہ دلائی اور اسی تعلق میں اپنی اردو کلاس میں بھی نماز ہی کے متعلق باتیں بچوں کو سمجھائیں جو ان کے لئے بھی مفید تھیں اور بڑوں کے لئے بھی مفید تھیں۔ آج سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا بے انتہا شکر ادا کرتے ہوئے جماعت کو مطلع کرتا ہوں کہ ان خطبات کا بہت وسیع اثر پڑا ہے اور کئی دفعہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ میری ڈاک میں بھاری تعداد میں ایسے خطوط شامل ہیں جن میں نماز سے متعلق احباب اپنی سابقہ کوتاہیوں پر اور غفلتوں پر معافی چاہتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتے ہوئے مجھے لکھتے ہیں کہ ہماری کایا پلٹ گئی ہے اور ہمارے گھر میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ روحانیت جاگ اٹھی ہے۔ ہم بھی اور ہمارے بچے بھی ہماری بیویاں بھی جس حد تک اللہ نے توفیق عطا فرمائی ہے نمازوں کو سنوار کر پڑھنے لگے ہیں۔

اسی تعلق میں بہت ہی دلچسپ باتیں بھی احباب نے لکھی ہیں کہ اس سے پہلے ان کی نماز کی کیا کیفیت ہوا کرتی تھی بعض پڑھتے ہی نہ تھے، بعض پڑھتے تھے تو دل نہیں لگتا تھا، خیالات کا ہجوم ہوتا تھا جو کسی اور طرف ان کو گھیر کر لے جاتا تھا۔ بعض یہ بھی لکھتے ہیں کہ ہم نماز سے ہی بد دل ہو چکے تھے لیکن اچانک شعور بیدار ہوا ہے اور یوں معلوم ہوا ہے کہ ہم نے اپنی گزشتہ زندگی ضائع کر دی ہے اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہم بڑی توجہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوتے ہیں۔ یہ بہت بڑا ایک احسان ہے خدا تعالیٰ کا کہ اس نے جماعت احمدیہ کو اس زمانے میں نماز کی طرف توجہ دینے کی توفیق عطا فرمائی ہے جبکہ دنیا کی توجہات نماز سے ہٹ رہی ہیں۔ ظاہر نمازیں تو ادا کی جاتی ہیں مگر ان نمازوں میں مغز کوئی نہیں اور جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع چاہئے وہ ان نمازوں سے مفقود ہے۔ ہمیں اس سے غرض نہیں کہ کسی کی نمازوں کا کیا حال ہے، ہمیں اپنی نمازوں کی فکر کرنی چاہئے اور امر واقعہ یہ ہے کہ اس مضمون پر جتنا بھی زور دیا جائے کم ہے، زیادہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نماز مومن کا معراج ہے۔ نماز مومن کی زندگی کا مرکزی نقطہ ہے۔ خواہ شروع میں سمجھ آئے یا نہ آئے رفتہ رفتہ ایک وقت ضرور ایسا آجاتا ہے کہ انسان کو اپنی نمازوں میں لذت محسوس ہونے لگتی ہے۔ اس تعلق میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات میں آپ کے سامنے رکھوں گا۔

ایک دوسری خوشخبری میں جماعت کو یہ دینی چاہتا ہوں کہ نماز باجماعت کا تعلق چونکہ مساجد سے ہے اس سلسلے میں ایک مسجد کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ خوش خبری عطا فرمائی ہے یعنی مسجد دوالمیال جہلم کے متعلق۔ آپ کو یاد ہوگا کہ ۳۰ر جون ۱۹۹۷ء کو اس وقت جو سول جج نے جماعت کے متعلق فیصلہ کیا تھا وہ جماعت کے خلاف حکم امتناعی تھا۔ اگرچہ اس کا ابتدائی فیصلہ بہت مخالفانہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ اس فیصلہ کے سنانے سے پہلے ہی اس نے کچھ تبدیلیاں کر دیں جس کے نتیجے میں وہ مسجد کبھی بھی ہمارے ہاتھ سے باہر نہیں نکلی۔ اگرچہ وہ جمعہ جماعت نے گلیوں میں ادا کیا، بہت روتے ہوئے اور گریہ وزاری کے ساتھ التجائیں کیں لیکن اس کے باوجود مسجد کا قبضہ نہیں چھوڑا اور مسلسل مخالفین کی طرف سے اس سلسلے میں کوششیں ہوتی رہیں کہ کسی طرح ان سے قبضہ نکال لیا جائے۔ ان کے خلاف اسی سلسلے میں مقدمہ بھی کیا گیا۔ لیکن ۳۰ر جون کا یہ فیصلہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ۱۰ر نومبر کے فیصلے کے ذریعہ الٹ دیا گیا اور یہ فیصلہ ایڈیشنل سیشن جج چکوال نے کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہترین جزاء دے۔ انہوں نے دس نومبر کے اپنے فیصلے میں پہلے حکم امتناعی کو کلیۃً منسوخ کر دیا ہے۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ مسجد واپس قانونی طور پر بھی جماعت کے قبضے میں جا چکی ہے۔

یہ واقعہ جو دس نومبر کو گزرا یہ کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی دوالمیال ہی کی رہنے والی ایک نیک خاتون کو خوشخبری دی تھی کہ یہ واقعہ اسی طرح ہوگا۔ اور میری مراد الحاج فضل الٰہی صاحب برمنگھم کی بیگم صاحبہ فضل نور صاحبہ سے ہے۔ لوگ تو اسے اتفاق کہیں گے مگر میں اسے تقدیر الٰہی سمجھتا ہوں کہ دس اکتوبر کو بروز جمعۃ المبارک جو Friday the 10th تھا فضل نور صاحبہ نے صبح اٹھ کر اپنی ایک رؤیا بیان کی جو اس طرح پر تھی کہ میں جماعت کو یہ خوشخبری دے رہا ہوں کہ گزشتہ فیصلہ منسوخ ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے دوبارہ دوالمیال کی مسجد احمدیوں کو دلا دی ہے۔ یہ دس اکتوبر Friday the 10th کی رؤیا ہے جو کچھ عرصے کے بعد فضل الٰہی صاحب نے بہت سے احباب کو سنائی جن میں ملک اشفاق احمد صاحب بھی گواہ ہیں۔ اور اب خدا تعالیٰ کے فضل سے آج کے جمعہ پر میں یہ اعلان کر رہا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے اس رؤیا کو بعینہٖ پورا کر دیا ہے اور Friday the 10th کی برکات میں سے ایک یہ برکت بھی ہے کہ وہ مسجد بحال کر دی گئی۔

اس ضمن میں ایک ایسی افسوسناک اطلاع بھی دیتا ہوں جو افسوسناک بھی ہے مگر اپنے اندر فلاح کا پہلو بھی رکھتی ہے۔ یعنی چوہدری نذیر احمد صاحب گھوٹینگی کی شہادت کے تعلق میں میں جماعت کو دعا کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ وہ علاقہ بہت ہی گندہ اور قاتلوں کا علاقہ مشہور ہے جہاں یہ واقعہ ہوا ہے۔ وہاں روزمرہ ایک دوسرے کا قتل ایک عام سی بات ہے اور چوٹی کے ایسے مجرم قاتل اس علاقے میں دوڑتے پھرتے ہیں اور پولیس کو ان کے اوپر ہاتھ ڈالنے کی بھی جرأت نہیں پڑتی۔ ایسے ہی بدقماش ڈاکو مولویوں نے ہمارے نذیر صاحب کو شہید کیا اور اب وہ اپنے آپ کو بچانے کی خاطر تمام علاقہ میں خوف و ہراس پھیلا رہے ہیں اور احمدیوں کی زندگی اجیرن کر دی ہے۔ گویا اس دباؤ کے نتیجے میں وہ اپنی گواہیوں سے باز آجائیں گے، اس مقدمے کی پیروی ترک کر دیں گے اور حکومت بھی ان کے رعب میں آکر ان کے خلاف قتل کے مقدمے کی کارروائی کو کمزور کر دے گی۔ یا جیسا کہ ہمارے ملک میں چلتا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ بعید نہیں کہ حکومت عدالت کو حکم دے دے کہ اس مقدمے کو ختم سمجھا جائے۔ اس دوران ہمارے جو علاقے کے احمدی ہیں انکو قتل کی بڑی خطرناک دھمکیاں بھی دی جا رہی ہیں۔ جہاں تک اس ساری دھمکیوں اور خوف و ہراس پھیلانے کی کوشش کا تعلق ہے یہ دراصل تبلیغ سے تعلق رکھنے والی کوششیں ہیں۔ پاکستان میں گزشتہ دنوں جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ کو بہت کامیاب تبلیغ کی توفیق ملی ہے، ایسے علاقوں میں بیعتیں شروع ہوئی ہیں جہاں پرانے زمانے میں وہم و گمان بھی نہیں تھا کہ یہاں کی سخت زمین میں خدا تعالیٰ اس قدر شادابی عطا فرمائے گا کہ جماعت کی نئی نئی کونپلیں وہاں سے پھوٹیں گی۔ یہ ایک انقلاب کا دور ہے جو انقلاب اس علاقہ میں بھی شروع ہوگا۔ اور اپنے قاتلوں کو بچانے کے لئے ان کی پوری توجہ اس طرف بھی ہے کہ اس ساری تبلیغی مہم کو جو جماعت نے شروع کر دی ہے اسے ناکام کر دیا جائے، اسے کلیۃً مفقود کر دیا جائے یا معدوم کر دیا جائے۔

یہ وجہ ہے جو میں اب جماعت کو توجہ دلا رہا ہوں کہ دعاؤں میں بھی اس بات کو خوب اچھی طرح یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ مباہلے کا سال عطا فرمایا ہے جس کی بہت برکتیں ہم نے دیکھی ہیں۔ اس کثرت سے برکتیں نازل ہوئی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ ان کا کچھ ذکر میں پہلے بھی کرتا رہا ہوں کچھ

آئندہ بھی انشاء اللہ، زیادہ تر جلسہ سالانہ پر کروں گا۔ لیکن میں اس حوالے سے جماعت کو اللہ کے حضور یہ التجاء کرنے کی طرف توجہ دلاتا ہوں کہ ان سب مولویوں کو نامراد کردے جنہوں نے جماعت کے خلاف یہ مہمات شروع کی ہیں۔ اور جہاں تک جماعت کے داعین الی اللہ کا تعلق ہے میں ان سے کہتا ہوں کہ آگے بڑھتے رہیں۔ ویسے بھی تو اس ملک میں بے شمار قتل ہوتے رہتے ہیں اور یہ سال تو مولویوں کے قتل کا سال ہے۔ جب وہ قتل کے ذریعے مردود موتیں مرتے ہیں تو جماعت کے اندر اگر ایک دو شہید بھی ہو جائیں تو ہرگز فی الحقیقت مضائقہ نہیں۔ ان کے جانے کا دکھ ضرور پہنچتا ہے لیکن اس سے بہتر اور کوئی موت ممکن نہیں کہ انسان شہید ہو جائے۔

اس لئے حتی الامکان جہاں تک بھی آپ سے ہو سکتا ہے آپ احتیاط سے کام لیں اور حکمت سے کام لیں۔ یہ بزدلی کی وجہ سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے قرآنی احکامات کی روشنی میں کہہ رہا ہوں کہ تبلیغ میں حکمت سے کام لینا اوّلیت رکھتا ہے اور سب سے زیادہ قرآن کریم نے تبلیغ کے دوران حکمت پر زور دیا ہے۔ اس حکمت میں یہ بات داخل ہے کہ اپنی جان سے انسان نہیں ڈرتا بلکہ لوگوں کے روحانی فائدہ کی خاطر اس مہم کو اس طرح چلانا چاہتا ہے کہ لوگ ڈر نہ جائیں۔ جو احمدی بے دھڑک تبلیغ کرتا ہے ظاہر ہے کہ وہ ڈرتا نہیں لیکن یہ خوف اس کو ضرور دامن گیر رہنا چاہئے کہ تبلیغ اس طرح بے دھڑک نہ ہو کہ وہ لوگ جو ابھی جماعت میں شامل نہیں وہ ڈرنے لگ جائیں اور ان کی راہ میں یہ شہادتیں روک بن جائیں۔ پس یہ ایک پل صراط ہے جس پر سے ہمیں گزرنا ہے۔ غیر اللہ کے خوف سے کلیۃً پاک رہتے ہوئے اللہ کی خاطر، بنی نوع انسان کی ہدایت کی خاطر ایسا طریق کار اختیار کیا جائے کہ لوگ احمدیت سے ڈر کر نہ بھاگیں۔ یا اگر یہ دعا بھی ساتھ کی جائے کہ ان کے دلوں کے خوف خدا دور فرمادے، وہ بھی بے دھڑک ہو کر آگے بڑھیں اور اگر شہادتیں پہلے احمدیوں کے مقدر میں ہیں تو وہ بھی شہادت کے لئے اپنے آپ کو کھلم کھلا آمادہ پائیں اور دل میں اس کے لئے جوش رکھیں۔ ایسے بھی واقعات ہوتے ہیں۔ چنانچہ کئی نو احمدی شہید ہوئے ہیں جن کے علم میں تھا کہ یہ جرم یعنی اللہ تعالیٰ کی بات کو ماننے کا جرم لوگوں کی نگاہ میں ایسا بھیانک ہے کہ اس کے نتیجے میں بعض انسانوں کو جانیں کھو دینی پڑتی ہیں۔ یہ جانتے ہوئے، اس بات کا اقرار کرتے ہوئے کہ ہاں یہ رستہ کٹھن ہے انہوں نے پھر بھی اس دعا کی التجاء کے ساتھ خط لکھے کہ خدا تعالیٰ ہمیں اس راہ میں شہید ہونے کی توفیق بخشے۔ پس یہ نئے نئے سلسلے چل پڑے ہیں، نئے نئے طریق پر روحیں بیدار ہو رہی ہیں۔ عمومی طور پر تو یہی دعا ہے جو ہمیں پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اے اللہ ہمیں حکمت کے ساتھ خدمت کی توفیق عطا فرما۔ ایسی حکمت کے ساتھ لوگوں کو اپنی راہ کی طرف بلانے کی توفیق عطا فرما کہ اس کے نتیجے میں لوگ جوق در جوق آئیں اور ان کی راہیں روکی نہ جا سکیں۔ یہی دعا ایک کامل دعا ہے میرے نزدیک، اس پہلو سے کہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا کام جاری رہے گا اور بزدلی پیدا نہیں ہو گی۔

نماز کے تعلق میں جیسا کہ میں نے عرض کیا بہت سے احباب خط لکھ رہے ہیں، بہت سے بچے بھی خط لکھ رہے ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ایک ولولہ سا پیدا ہو گیا ہے جماعت میں اور یہ دور جو ہے وہ آئندہ بہت ہی بابرکت ادوار کو جنم دے گا، ان کو پیدا کرنے کا موجب بنے گا۔ ابھی بھی ہم اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو شمار نہیں کر سکتے۔ جب دیکھتے ہیں تو فی الحقیقت روحیں خدا تعالیٰ کو سجدہ کرتی ہیں۔ ایسا سجدہ جو روح کی پاتال تک خدا سے مطمئن ہونے کے نتیجے میں ہوتا ہے۔ اللہ سے ہر انسان کو مطمئن تو رہنا چاہئے لیکن بعض دفعہ زبانی اطمینان کا اظہار کیا جاتا ہے مگر کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ روح اپنے پاتال تک، اپنی آخری انتہاء تک خدا تعالیٰ سے راضی ہو جاتی ہے۔ اسی کو راضیۃً مرضیۃً کے لئے مقدر کیا جاتا ہے۔ اب حالات ایسے ہیں کہ

یہ خدا تعالیٰ کی رضا اس طرح کثرت کے ساتھ احمدیوں کو اور احمدیوں کے دلوں کو اپنی لذت سے مغلوب کر رہی ہے اور یہ سلسلہ آئندہ اور بہت سی برکتوں کا موجب بننے والا ہے۔ اس لئے نماز کے سلسلے کو جاری رکھیں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ خدا تعالیٰ کے کس قدر بے پایاں احسانات ہم پر نازل ہو رہے ہیں۔

Earlsfield Properties

Landlords & landladies

Guaranteed rent

your properties are urgently required

Tel: 0181-265-6000

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جن اقتباسات کو میں پڑھ رہا تھا اب میں ان میں سے پہلا اقتباس جو میرے سامنے ہے شروع کرتا ہوں۔ فرمایا: ’’جس طرح بہت دھوپ کے ساتھ آسمان پر بادل جمع ہو جاتے ہیں اور بارش کا وقت آجاتا ہے۔ ایسا ہی انسان کی دعائیں ایک حرارت ایمانی پیدا کر دیتی ہیں اور پھر کام بن جاتا ہے۔ نماز وہ ہے جس میں سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے‘‘۔ سوزش اور گدازش جو بے چینی پیدا کرتی ہیں، ایک آگ سی دل میں لگ جاتی ہے اس کے تعلق میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ادب کی طرف توجہ دلائی ہے۔ یہ بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عرفان کا ایک ثبوت ہے ورنہ عام طور پر یہ تحریر اس طرح نہیں ملتی۔ ہر انسان یہی کہتا ہے کہ جو سوزش اور گدازش سے دعائیں کی جاتی ہیں وہ قبول ہوتی ہیں اس لئے سوزش اور گدازش سے اپنی نمازوں کو سنواریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا تعالیٰ کے حضور میں کھڑا ہوتا ہے‘‘۔ ادب کے پہلو کو اس سوزش اور جنون کی حالت میں نظر انداز نہیں کرتا۔ ورنہ سوزش کی حالت میں انسان بعض دفعہ ایسے مطالبے کر بیٹھتا ہے، اس رنگ میں مطالبے کر بیٹھتا ہے جو ایک اعلیٰ مقتدر ہستی کے سامنے ایک قسم کی بے ادبی بن جاتی ہے۔

’’مگر ایسا ہو کہ جب انسان بندہ ہو کر لاپرواہی کرتا ہے تو خدا کی ذات بھی غنی ہے۔ اور **ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے**‘‘۔ یہاں اب انفرادی نمازوں کی بجائے قومی طور پر امتوں کے زندہ ہونے کا ذکر فرمارہے ہیں اور زندہ رہنے کا ذکر فرمارہے ہیں۔ اس پہلو سے اس اقتباس کو میں نے سب سے پہلے رکھا ہے کہ یہ جماعتی زندگی سے تعلق رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ’’ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔ ایمان کی جڑ بھی نماز ہے۔ اور بعض بے وقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے‘‘۔ ایمان کی جڑ نماز ہے لیکن نماز ایمان کو پیدا کرتی ہے یہ تضاد کیا ہے۔ ایمان کی جڑ ہے اور نماز ایمان ہی کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ یہ مضمون خدا تعالیٰ نے سورہ بقرہ کے شروع میں یوں سمجھا دیا کہ ایک ایمان کی حالت ایمان بالغیب کی حالت ہوتی ہے۔ جن لوگوں کو ایمان بالغیب نصیب ہو 'یُقِیمُونَ الصَّلوٰۃَ' وہ لوگ ہیں جو نماز کو قائم کرتے ہیں۔ لیکن ایک ایمان نماز میں سے پھوٹتا ہے وہ ایمان بالغیب نہیں رہتا، وہ ایسا ایمان ہے جس میں انسان خدا کو اپنے سامنے دیکھ لیتا ہے۔ اور اگر دیکھ نہیں سکتا تو حدیث کے مطابق، کم سے کم یہ محسوس کرتا ہے کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے اور اس کے مطابق اپنے آپ کو سنوارتا ہے۔ اللہ دیکھتا ہے یہ احسان کا مضمون ہے اور یہی وجہ ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اس عظیم کلام میں بار بار یہی فرمایا 'سُبحانَ مَن یَّرانی، سُبحانَ مَن یَّرانی' اور یہ حالت بتا رہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فی الحقیقت ہمیشہ نماز ہی کی حالت میں رہتے تھے کیونکہ آنحضرت ﷺ نے احسان کے مضمون کو نماز سے باندھا ہے اور فرمایا کہ احسان کی اول حالت یہ ہے کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو یا کم سے کم یہ کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے اور اس خدا کے دیکھنے میں بہت مزے مزے کی باتیں شامل ہیں اللہ دیکھ رہا ہے کہ یہ بندہ کیسے نماز پڑھ رہا ہے۔ جب کسی پیارے کی طرف توجہ ہو اور یہ یقین ہو کہ وہ دیکھ رہا ہے تو دل کی عجیب کیفیت ہو جاتی ہے۔ پس دیکھنے کا مضمون ہے جو نماز سے بہت گہرا تعلق رکھتا ہے اور اس مضمون پر جتنا بھی بیان کیا جائے کم ہو گا۔ چنانچہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس نظم کے تعلق میں کثرت سے بعض خطبات میں، بعض تقاریر میں، بعض گفتگو کے دوران یہ بیان کیا ہے کہ 'سُبحانَ مَن یَّرانی' کے اندر بڑے کثرت کے ساتھ مضامین شامل ہیں۔ انسان کی زندگی میں کوئی لمحہ ایسا نہیں آتا جب وہ بے خبر ہو سکے۔ جس کو ہر وقت دیکھا جا رہا ہو اس میں جرأت کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ گناہ میں مبتلا ہو لیکن اس سے بہت بڑھ کر یہ مضمون ہے جو پیش نظر رہنا چاہئے کہ کوئی دیکھ رہا ہے تو محبت سے دیکھ رہا ہے۔ جب یہاں پہنچتے ہیں تو نماز کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ انسان ایسی نمازیں پڑھے کہ خدا کے پیار کی نظریں پڑنے لگیں اور یہ حالت اگر زندگی بھر اسی طرح رہے تو وہ زندگی نماز بن جاتی ہے۔

یہی مضمون ہے جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے تعلق میں یوں بیان فرمایا گیا ’’قُل اِنَّ صَلاتی و نُسُکی وَ مَحیایَ وَ مَمَاتی‘‘۔ مَحیایَ وَ مَمَاتی کو صلاتی و نُسُکی سے اس طرح باندھا گیا ہے کہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ یعنی میرا مرنا جینا تو نماز ہے۔ ساری زندگی نماز بن چکی ہے۔ یہ وہ حالت ہے جس حالت کی طرف حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان الفاظ میں اشارہ فرماتے ہیں سُبحانَ مَن یَّرانی جو بھی میں سوچتا ہوں، جو بھی میں کرتا ہوں، جو کچھ میں خدا کے حضور عجز اور انتہائی تذلل کے ساتھ عرضداشت کرتا ہوں ان سب باتوں پر اللہ کی نظر ہے۔ میری دعاؤں کو قبول فرماتا ہے۔

میرے دشمنوں سے خود نپٹتا ہے۔ میں سویا ہوں تو وہ جاگتا رہتا ہے گویا ہر حال میں اللہ تعالیٰ کی نظر مجھ پر ہے۔

اس کیفیت کو پیدا کرنے کے لئے اپنی نمازوں کو سنواریں اور یہ ایک بڑا لمبا سفر ہے۔ یہاں پہنچ کر مجھے یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اکثر جو میرے مخاطب ہیں ان کو علم نہیں کہ کتنا مشکل کام ہے۔ مشکلوں سے گھبرانا بھی نہیں چاہئے۔ لیکن مشکلوں کو نظر انداز کر کے انسان سمجھے کہ بہت آسان راہ کی طرف بلایا جارہا ہے یہ درست نہیں ہے۔ راہ آسان ہو سکتی ہے اسی صورت میں کہ اللہ اس راہ کو آسان کرنے کا فیصلہ فرمائے اور یہی بات ہے جس کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توجہ دلائی ہے۔ اِیَّاکَ نَعبُدُ وَ اِیَّاکَ نَستَعِین' تیری ہی عبادت کرتے ہیں، تیری ہی عبادت کریں گے کسی اور کی طرف نہیں دیکھیں گے۔ لیکن 'ایاك نستعین' بڑا مشکل کام ہے تیری مدد کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس موقع پر فرماتے ہیں بعض بیوقوف لوگ کہہ دیتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے۔ خدا کو حاجت نہیں، ہمیں خدا کی حاجت ہے جو ہمیشہ رہے گی۔ اور یہی عبادت کا مفہوم ہے جس پر میں پچھلے خطبہ میں روشنی ڈال چکا ہوں۔ مگر یہ حاجت روائی خدا ہی کرے گا اور اسی سے التجا کرتے رہنا چاہئے کہ وہ ہماری مدد فرمائے۔ ورنہ جیسا کہ نماز کے متعلق میں اور اقتباسات آپ کے سامنے رکھوں گا۔ بعض لوگ اس کو سن کر خوف سے کانپنے لگیں گے کہ یہ نمازیں ہیں جو ہم نے ادا کرنی ہیں۔ کیسے ممکن ہے کہ ہم اپنی نمازوں کو سنوارتے ہوئے ان نمازوں کے مطابق بنالیں جن کی توقع حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت سے رکھتے ہیں۔

یہاں مختصراً آپ فرماتے ہیں "خدا کو حاجت نہیں مگر تم کو تو حاجت ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف توجہ کرے" یہ وہی توجہ احسان والی توجہ ہے۔ "خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام سب درست ہو جاتے ہیں۔ نماز ہزاروں خطاؤں کو دور کر دیتی ہے اور ذریعہ حصول قرب الٰہی ہے"۔ یہ ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۳۷۸ سے اقتباس لیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام متقی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں "متقی کی دوسری صفت یہ ہے کہ یُقِیمُونَ الصَّلوٰۃَ یعنی وہ نماز کو کھڑی کرتے ہیں۔ متقی سے جیسا ہو سکتا ہے نماز کھڑی کرتا ہے۔ یعنی کبھی اس کی نماز گر پڑتی ہے پھر اسے کھڑا کرتا ہے۔ یعنی متقی خدا تعالیٰ سے ڈرا کرتا ہے اور وہ نماز کو قائم کرتا ہے۔ اس حالت میں مختلف قسم کے وساوس اور خطرات بھی ہوتے ہیں جو پیدا ہو کر اس کے حضور میں حارج ہوتے ہیں"۔

یہ وہ سلوک کی راہ ہے جس میں سے ہم سب کو گزرنا پڑتا ہے۔ اور کوئی انسان یہ نہ سمجھے کہ میں نے نماز شروع کی ہے بڑے خلوص اور توجہ سے اور مختلف قسم کے وساوس ہیں جو پریشان کئے رکھتے ہیں۔ کوئی نہ کوئی دنیا کا جھگڑا سامنے آجاتا ہے۔ کوئی فکر، کوئی غم، کوئی تمنا دل پر قبضہ کر لیتی ہے اور بار بار نماز سے توجہ ہٹتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ فطرت کا راز آپ کو سمجھا رہے ہیں کہ ایسا ہونا لازم ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ آپ کے ایمان کی خرابی کے نتیجے میں ایسا ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو خدا تعالیٰ نماز کو کھڑی کرنے کا حکم نہ دیتا جو بعض لوگوں کے لئے زندگی بھر کا مسئلہ ہے۔ اس لئے دو باتیں ہیں جن پر آپ کو توجہ دینی چاہئے۔ ایک تو یہ کہ نماز ضرور گرتی رہے گی اور لمبے عرصہ تک ایسا ہوتا رہے گا اور ہر دفعہ آپ کو توجہ دے کر، محنت کر کے اس کو کھڑا کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ مایوسی کا مقام نہیں مگر خوف کا مقام ضرور ہے۔ اگر ایسی نماز جو گرتے گرتے گر ہی پڑے اور انسان اس سے غافل ہو جائے تو یہ طمع کا مقام نہیں کہ انسان سمجھے کہ ہاں میں ٹھیک ہو جاؤں گا، یہ خوف کا مقام ہے۔ انسان سمجھے کہ میں تو مر چکا ہوں۔ یہ نماز جس میں انسان کے دل کا احساس مر جائے اور وہ بے خوف ہو جائے نمازیں پڑھتا ہے، ٹکریں مارتا ہے، واپس چلا جاتا ہے۔ ساری عمر بعضوں نے نمازیں پڑھیں، اسی طرح پڑھیں، اسی کو پتہ ہی نہ لگے کہ میری نماز وہ نماز ہے ہی نہیں جو خدا چاہتا ہے اور ہر نماز میں دنیاوی خیالات گھیرے رہیں اگر اس حالت تک انسان پہنچ جائے تو پھر وہ نماز انسان پر لعنتیں ڈالنے لگتی ہیں اور اللہ کا کلام ایسے انسان پر لعنتیں ڈالتا ہے۔ فَوَیلٌ لِّلمُصَلِّینَ الَّذِینَ ھُم عَن صَلوٰتِھِم سَاھُونَ. یہ صورت حال کہ نماز بار بار گرتی ہے اس صورت سے خوف زدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ خوفزدہ اس بات سے ہونا چاہئے کہ کیا واقعۃً اس گرتی ہوئی نماز کو سنبھالنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نہیں۔ اگر کرتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ وعدہ ہے کہ خدا تعالیٰ بالآخر تمہاری تضرعات کو سنے گا اور تمہاری مدد کے لئے اپنا ہاتھ بڑھائے گا۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اس مضمون کی باریکی کو سمجھتے ہوئے اس طرح نماز کو کھڑا کرنے کی کوشش کرے گی۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا باقی اقتباس میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ "متقی خدا تعالیٰ سے ڈرا کرتا ہے"۔ یعنی یہاں اس کا یہ خوف ہے کہ میری نماز کھڑی نہیں ہو رہی میں کیا کروں۔ "وہ نماز کو قائم کرتا ہے اس حالت میں مختلف قسم کے وساوس اور خطرات بھی ہوتے ہیں جو پیدا ہو کر اس کے حضور میں حارج ہوتے ہیں اور نماز کو گرا دیتے ہیں۔ لیکن یہ نفس کی اس کشاکش میں بھی نماز کو کھڑا کرتا ہے" گرتے ہوئے دیکھتا ہے لیکن ہمت نہیں ہارتا۔ "کبھی نماز گرتی ہے مگر پھر اسے کھڑا کرتا ہے اور یہی حالت اس کی رہتی ہے کہ وہ تکلف اور کوشش سے بار بار اپنی نماز کو کھڑا کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس کلام کے ذریعہ ہدایت کرتا ہے"۔ جس کلام کی طرف اشارہ ہے وہ 'اِیَّاکَ نَعبُدُ وَ اِیَّاکَ نَستَعِین' کا مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیان فرما رہے ہیں۔ "اس وقت بجائے یُقِیمُونَ الصَّلوٰۃَ کے ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ اس کشمکش اور وساوس کی زندگی سے نکل جاتے ہیں"۔ یعنی وہ انسان جو عمر بھر یہ کوشش کرے گا اس کی عمر میں کبھی ایسا وقت بھی آئے گا کہ ساری کوششیں اس کے ماضی کی ایک بھیانک خواب بن جاتی ہیں اور اس خواب کی بہترین تعبیر ظاہر ہوتی ہے یعنی بقیہ زندگی پہلی زندگی سے ایک بالکل مختلف زندگی ہو جاتی ہے۔ وہ وقت ہے جب کہ نماز میں لذت آتی ہے۔

اب میں آپ کو اس ضمن میں یہ بات سمجھا دینا چاہتا ہوں کہ نماز میں لذت گرتی ہوئی حالت میں بھی آجاتی ہے اور وہی لذت ہے جو بڑھتے بڑھتے بالآخر اس حالت پر پہنچ جاتی ہے کہ صرف لذت ہی رہ جاتی ہے اور تھکاوٹ ختم ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ انتظار نہ کریں کہ نماز کو کھڑا کر رہے ہیں اور کبھی لذت محسوس نہ ہو اور سمجھیں کہ آخر لذت آجائے گی، یہ جھوٹ ہے۔ نماز کو اللہ تعالیٰ مختلف وقتوں میں انسان کے لئے لذت کا موجب بناتا رہتا ہے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ لقمے ہیں جو کھلائے جاتے ہیں تو انسان میں لذت پڑتی ہے۔ اگر بار ہا یہ لقمے نہ کھلائے جائیں تو ایسے انسان کی کوششیں وہ سمجھتا بھی ہو کہ کامیاب ہیں حقیقت میں اکارت جائیں گی۔ نماز کو کھڑا کرنے کے دوران آپ کو وہ لذت محسوس ہونی چاہئے جو انسان کو اس وقت ہوتی ہے جب اس کا خیمہ جھکڑ چلنے کے نتیجے میں گر جاتا ہے۔ اور پھر وہ اس کو کھڑا کر کے کچھ دیر اس میں آرام کرتا ہے۔ وہ آرام کی حالت لازماً اس تجربے کے دوران محسوس ہونی چاہئے اور یہ حالت بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ وہ گرا ہوا خیمہ ایک دفعہ کھڑا ہوتا ہے پھر دوبارہ، پھر دوبارہ یہاں تک کہ انسان اسے اور زیادہ مضبوط رسوں سے باندھتا ہے اور مضبوط میخوں سے زمین میں گاڑتا ہے تب وہ خیمہ ہمیشہ کے لئے اطمینان کا موجب بن جاتا ہے اور بیرونی مصائب سے بچا لیا جاتا ہے۔ پس **اپنی نماز کو بار بار کھڑا کریں اور امید رکھیں کہ بالآخر ہمیشہ کے لئے آپ کو نماز میں لذت اور طمانیت نصیب ہوگی۔** مگر اس سے پہلے وہ آثار ضرور ظاہر ہونگے جن کو دیکھ کر آپ کہہ سکتے ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ میں اب خدا کے فضل کے ساتھ کامیاب ہو جاؤں گا۔

فرمایا "یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے اس کلام کے ذریعہ ہدایت عطا کرتا ہے۔ اس وقت بجائے یُقِیمُونَ الصَّلوٰۃَ کے ان کی یہ حالت ہو جاتی ہے کہ وہ اس کشمکش اور وساوس کی زندگی سے نکل جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اس غیب کے ذریعہ انہیں وہ مقام عطا کرتا ہے جس کی نسبت فرمایا ہے کہ بعض آدمی ایسے کامل ہو جاتے ہیں کہ نماز ان کے لئے بمنزلہ غذا ہو جاتی ہے"۔ تو آپ نے دیکھا کلام مسیح موعود علیہ السلام۔ کس طرح بیچ میں اللہ تعالیٰ اس غیب کے ذریعے سے انہیں وہ مقام عطا کرتا ہے یعنی پہلے جو تقویٰ کی حالت تھی وہ ایک غیب کے ایمان کے ذریعہ قائم رہی اور اس غیب کی حالت کو پھر تبدیل کر کے پھر خدا حاضر ہو جاتا ہے۔ اور جب خدا اس غیب کو حاضر میں بدل دے وہ حالت ہے جو ہمیشہ کے لئے اس کے سامنے اس کے حضور میں قائم رہتی ہے کبھی کسی لمحہ پھر مٹتی نہیں ہے۔ مجھے حیرت ہوتی ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کلام پڑھتے ہوئے کہ وہ اندھے مولوی جو اس کلام کے سقموں کی تلاش میں عمریں ضائع کر دیتے ہیں ان کو دکھائی نہیں دیتا کہ یہ ایک عارف باللہ اور کامل عارف باللہ کا کلام ہے جو آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر اس طرح چلتا ہے کہ سرِ مو بھی احتراز نہیں کرتا، کہیں کوئی فرق نہیں کرتا۔

"بعض آدمی ایسے کامل ہو جاتے ہیں کہ نماز ان کے لئے بمنزلہ غذا ہو جاتی ہے اور نماز میں ان کو وہ

SATELLITE WAREHOUSE

Muslim TV AHMADIYYA

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat
We deal with systems available for all satellites in the world
Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,
Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available
We accept credit cards
Call for competitive prices
Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A- Bridge Road, Camberley
Surrey GU 15 2QR ENGLAND
Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

لذت اور ذوق عطا کیا جاتا ہے جیسے سخت پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پینے سے حاصل ہوتا ہے"۔ یہ ذوق ہر کس وناکس کو اپنی نمازوں کو سنوارنے کے دوران نہیں ملا کرتا۔ ہاں کبھی کبھی واقعۃً نماز، یوں لگتا ہے جیسے ٹھنڈا پانی پی کر اپنی پیاس بجھائی جارہی ہو۔ وہ اضطرار کی حالت کی نمازیں بھی ہوتی ہیں اور اس کوشش کے دوران بعض دفعہ خدا تعالیٰ انسان کو اپنی رحمانیت کا ایسا جلوہ دکھاتا ہے اور اس کے احسانات کی طرف انسان کی توجہ اس طرح پھر جاتی ہے کہ اس وقت واقعۃً نماز، یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کسی سخت پیاسے نے بہت ٹھنڈے پانی کا گلاس منہ سے لگالیا ہے اور وہ ختم کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ جب ایک دفعہ سیری ہو جائے تو پھر دوبارہ اس کی پیاس بھڑک اٹھتی ہے پھر سیری ہو جائے پھر اس کی دوبارہ پیاس بھڑک اٹھتی ہے۔ "......... جیسے سخت پیاس کے وقت ٹھنڈا پانی پینے سے حاصل ہوتا ہے کیونکہ وہ نہایت رغبت سے اسے پیتا ہے اور خوب سیر ہو کر حظ حاصل کرتا ہے یا سخت بھوک کی حالت ہو اور اسے نہایت ہی اعلیٰ درجے کا خوش ذائقہ کھانا مل جاوے جس کو کھا کر وہ بہت خوش ہوتا ہے۔ یہی حالت پھر نماز میں ہو جاتی ہے اور وہ نماز اس کے لئے ایک قسم کا نشہ ہو جاتی ہے"۔ اب وہ نماز ایک قسم کا نشہ ہو جاتی ہے۔ "جس کے بغیر وہ سخت کرب اور اضطراب محسوس کرتا ہے"۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ دو نمازوں کے درمیان انسان ہمیشہ وقت گزارتا ہے تو سخت کرب اور اضطراب کی حالت میں گزارتا ہے۔ نشہ کی مثال دے کر ایک بہت ہی لطیف مضمون پیدا فرمادیا گیا ہے۔ ایک نشئی کو جب نشہ کی وہ دوا مل جائے جسے اب ہم آج کل ڈرگ (Drug) کہتے ہیں جس سے اسے نشہ کی حالت پیدا ہو جائے تو یہ نشے کی حالت فوراً زائل نہیں ہوا کرتی۔ کچھ عرصے کے بعد پھر وہ بھوک چمکتی ہے جیسے کھانا کھانے کے بعد کچھ عرصے تک انسان سیر ہی رہتا ہے، پانی پی کر کچھ عرصے تک انسان سیر ہی رہتا ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ دو نمازوں کے درمیان ہر وقت ایک ابتلاء سا آیا ہوا ہے سخت کرب کی حالت ہو، یہ حالت ایسے نہیں ہوا کرتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات کو جو میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں غور سے سنیں، غور سے سمجھیں تو بات بالکل کھل جاتی ہے۔ پیاس بھی مٹ جایا کرتی ہے، بھوک بھی مٹ جایا کرتی ہے، نشہ بھی اتر جایا کرتا ہے مگر پھر بھڑکتا ہے، نشہ بھی بھڑکتا ہے، پیاس بھی بھڑکتی ہے، بھوک بھی بھڑکتی ہے۔ تو اس طرح بار بار انسان خدا کی طرف لوٹتا ہے اور یہی حکمت پانچ نمازوں میں ہے۔ وہ انسان جس کو توفیق ہو پانچ وقت کھاتا بھی ہے اور جس کو توفیق ہو پانچ وقت ایسے لذت کے مشروب پیتا بھی ہے کہ اس کی روح سرور پاتی ہے۔ لیکن جسے لذت کے مشروب پینے کی توفیق نہ ہو تو بڑھی ہوئی پیاس ہر پانی کو سب سے زیادہ لذیذ مشروب بنادیتی ہے۔ اس لئے غریبوں کے لئے کوئی محرومی نہیں۔ ہر شخص دن کے وقت ٹھنڈے پانی سے لطف اٹھا سکتا ہے اور اگر ٹھنڈا پانی نہ بھی نصیب ہو تو جب پیاس بھڑک اٹھے ہر پانی ٹھنڈا لگتا ہے۔ ہر پانی انسان اس طرح پیتا ہے کہ اس کی "ڈیک" نہ ٹوٹے۔ پنجابی میں "ڈیک ٹوٹنا" کہتے ہیں، جی چاہتا ہے پیتا ہی چلا جائے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھیں کس طرح مختلف مثالیں بیان فرما فرما کر نماز کے مضمون کو ہم پر کھول دیا ہے۔

فرمایا اس کی محبت اللہ تعالیٰ سے محبت ذاتی کا رنگ رکھتی ہے۔ جب یہ کیفیت پیدا ہو جائے خدا تعالیٰ سے ایک ذاتی محبت پیدا ہو جاتی ہے اس میں کوئی تکلف اور بناوٹ نہیں ہوتی۔ کوشش کر کے اس محبت کو زندہ نہیں رکھنا پڑتا۔ وہ محبت آپ کو زندہ کرتی ہے اور آپ کو زندہ رکھتی ہے۔ اور ایسے محبوب سے ہر وقت چمٹا رہنا بھی ممکن نہیں ہے۔ انسان لازماً ان محبوبوں سے جدا بھی تو ہوتا ہے۔ لیکن جتنی لمبی جدائی ہو اتنا ہی ملنے کا زیادہ مزہ آتا ہے۔ یہ کیفیت ہے جو نمازوں کی صورت میں ہمیں اللہ تعالیٰ سے اس طرح پیار سے ملاتی ہے کہ جیسے محبوب کو قریب سے دیکھنے سے انسان لذت پاتا ہے ویسا ہی نماز کے دوران اپنے اللہ کو اپنے قریب دیکھ کر انسان لذت پاتا ہے۔

فرماتے ہیں "ماکولات اور مشروبات اور دوسری شہوات میں لذت اٹھاتے ہیں اس سے بہت بڑھ چڑھ کر وہ مومن متقی نماز میں لذت پاتا ہے"۔ اب یہ لفظ شہوات ہے جس کی طرف توجہ کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جتنے عارفین ہیں وہ یہ بیان کرتے ہیں کہ دنیا کی کسی چیز میں وہ لذت نہیں ہے جو انسان اللہ تعالیٰ کی صفات کو سمجھنے کے بعد اس کے قرب سے لذت پاتا ہے۔ اب بعض نادان اور بے وقوف یہ کہہ سکتے ہیں کہ انسانی شہوات میں اس سے زیادہ لذت ہے۔ حالانکہ اس مضمون کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ بھوک ہو، پیاس ہو یا جنسی خواہش ہو یہ ساری چیزیں ایک طلب کے پیدا ہونے اور بعد میں اس کے مٹنے کا نام ہے۔ ہر لذت ایک طلب کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ اگر وہ طلب نہ رہے تو لذت پیدا ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے اگرچہ ہم بظاہر کھانے کی بات کرتے ہیں، پینے کی بات کرتے ہیں، جنسی لذت کی بات کرتے ہیں لیکن یہ مرکزی نقطہ ان سب میں مشترک ہے۔ طلب ہے تو مزہ ہو گا۔ طلب نہیں ہے تو مزہ نہیں ہو گا۔ اور جتنی طلب زیادہ ہو گی اتنا مزہ دوسرے مزے پر غالب آتا چلا جائے گا۔ پس نعوذ باللہ من ذٰلك، اللہ تعالیٰ کا شہوت نفسانی سے تو کوئی تعلق نہیں اور کھانے سے بھی اس کا کوئی تعلق نہیں، پینے سے بھی کوئی تعلق نہیں۔ یہ مادی چیزیں ہیں جو مادی حاجات کو پورا کرنے کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ مگر یہ راز ہمیں سمجھا دیتی ہیں کہ طلب ہو گی تو مزہ ہو گا، طلب نہیں ہو گی تو مزہ نہیں ہو گا۔ اب پیاس کو دیکھ لیں جس کی پیاس بجھی ہوئی ہو ویسے ہی بیٹھا ہو اس کو زبردستی ٹھنڈا پانی بھی دیں گے تو وہ نہیں پئے گا۔ اگر اس نے اپنی مرضی کا مشروب پی لیا ہو مثلاً پیاس تو اتنی نہیں مگر کوکا کولا کا شیدائی ہو تو آخر ایک وقت آجائے گا کہ کوکا کولا دیکھنا بھی پسند نہیں کریگا اس کو ضرورت محسوس نہیں ہو گی۔ آپ زبردستی گلاس دیں تو اس کو پرے پھینک دے گا۔ یہ ہم نے اپنے بچوں میں کئی دفعہ دیکھا ہے کہ جس نعمت سے ان کو سیری ہو چکی ہو وہ نعمت اگر بار بار پیش کی جائے تو وہ نہیں پسند کریں گے۔ آپ مہمانوں کو تکلف کے ساتھ یا اس خواہش کے ساتھ کہ وہ خوش ہوں اور زیادہ لذت حاصل کریں بار بار کوئی نعمت کی چیز پیش کرتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد میں نے دیکھا ہے کہ ان کے چہرے پر کچھ تھکاوٹ کے آثار آجاتے ہیں۔ شروع شروع میں تو کہتے ہیں نہیں نہیں، ضرورت نہیں۔ لیکن تھوڑا سا ہاتھ بڑھا دیتے ہیں جس سے لگتا ہے کہ انہوں نے اپنی حیاء کی وجہ سے انکار کیا تھا۔ پھر کچھ عرصے کے بعد ان کے انکار میں ایک قسم کی سختی سی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس وقت شرافت کا تقاضا ہے کہ انسان رک جائے۔ لیکن ہمارے بعض خدمت کرنے والے ایسے بھی میں نے دیکھے ہیں کہ باہر سے معزز مہمان تشریف لائے ہوئے ہیں ان کا چہرہ دیکھتے ہی نہیں کہ واقعۃً نہیں چاہتے کہ ان کو کوئی چیز پیش کی جائے۔ بار بار وہی چیز پیش کئے چلے جاتے ہیں۔ آخر مجھے روکنا پڑتا ہے بس کرو کافی ہو گئی ہے اور وہ نہیں برداشت کر سکتے۔

تو یہ ایک ایسا مضمون ہے جس کا خدا تعالیٰ کی ذات سے مادی طور پر تو کوئی تعلق نہیں ہے۔ مگر روحانی طور پر یہ تعلق ہے کہ جب پیاس بجھ جائے گی تو خواہش نہیں رہے گی۔ اور جب پیاس ہو گی تو اس خواہش کو پورا ہونے کے نتیجے میں لذت پیدا ہو گی۔ اس لذت کو جو بھی آپ نام دے دیں جنسی لذت کہیں یا خوراک کی لذت کہیں مرکزی نقطہ ایک ہی رہتا ہے ان میں کوئی فرق نہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کے پیار کی حاجت دل میں پیدا ہو جائے اور وہ حاجت بڑھ جائے تو روحانی لذت اتنی غالب آجاتی ہے کہ ساری مادی لذتیں اس کے سامنے کوئی حقیقت نہیں رکھتیں، جب مقابل پر آئیں تو بالکل گر کر ذلیل ہو جاتی ہیں۔ پس یہ نہ سمجھیں کہ خدا تعالیٰ ہماری مادی لذتیں پوری کرتا ہے۔ مادی لذتوں کی طرح ہمارے دل میں اس کے لئے ایک طلب پیدا ہوتی ہے اور جب وہ طلب پیدا ہو جائے تو ہر دوسری مادی لذت اس کے سامنے حقیر اور بے معنی ہو جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "نماز کے ادا کرنے سے اس کے دل میں ایک خاص سرور اور ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے جس کو ہر شخص نہیں پا سکتا اور نہ الفاظ میں یہ لذت بیان ہو سکتی ہے۔ اور انسان ترقی کر کے ایسی حالت میں پہنچ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اسے ذاتی محبت ہو جاتی ہے۔ اور اس کو نماز کے کھڑے کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی اس لئے کہ وہ نماز اس کی کھڑی ہی ہوتی ہے اور ہر وقت کھڑی رہتی ہے۔ اس میں ایک طبعی حالت پیدا ہو جاتی ہے اور ایسے انسان کی مرضی خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق ہوتی ہے"۔ (ملفوظات جلد ۸ صفحہ ۳۰۹، ۳۱۰)۔ یہ پہچان ہے جو بہت ہی ضروری ہے۔

ہر انسان کی مرضی ہمیشہ خدا کے موافق نہیں ہوا کرتی۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا عارفانہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ ہمیں اپنی نمازوں کی پہچان کی چابی پکڑا دی اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت کی پہچان سمجھا دی۔ فرمایا اس محبت کی پہچان یہ ہے کہ انسان کی مرضی خدا کی مرضی کے تابع ہو جاتی ہے۔ یہ وہ مضمون ہے جس کو ہر عاشق سمجھ سکتا ہے جس نے کبھی بھی عشق کیا ہو۔ وہ چیزیں جو دوسروں میں اس کو بری لگتی ہیں اگر اپنے محبوب میں وہ چیز پائے تو ویسے ہی بننے کی کوشش کرتا ہے اور اس کی رضا کی نظر اس کی رضا کی نظر بن جاتی ہے۔ یہ تجربہ سچے عشاق ہی کو نصیب ہو سکتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو محبت میں خامی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کی محبت کی پہچان یہ سمجھا دی کہ آپ کی روزمرہ کی رضا ہمیشہ اس کے مطابق ہو۔ اگر مطابق ہو گی تو آپ کی ساری زندگی نماز بن جائے گی۔

نماز کی حالت میں اجنبیت پیدا ہو ہی نہیں سکتی کیونکہ رضائے باری تعالیٰ آپ کی اپنی رضا بن گئی ہے اور اس رضا کا نام مقبول نماز ہے۔ اس پر آپ غور کر کے دیکھیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ زندگی بھر

DEUTSCHES LAMM

حلال گوشت کے خواہشمند حضرات
بذریعہ فون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر فوری
رابطہ کرکے تازہ گوشت حاصل کریں

احمد برادرز

Ch. Iftikhar Ahmad, Baeder Str.24,; 23626 Ratekau Germany

Tel: 04504-201 Fax:04504-202 Mobil: 0171 7923633

جس کو اپنے محبوب کی رضا پر چلنا آگیا ہو وہ اس کے سوا اور کیا چاہے گا۔ کیسے وہ چیزیں اس کی توجہ محبوب سے ہٹائیں گی جو دنیا کی مجبوریاں بھی ہوا کرتی ہیں۔ مگر وہ توجہ نہیں ہٹایا کرتیں۔ اگر بھوک لگتی ہے تو آپ کھانا کھائیں گے۔ مگر اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس کھانا کھانے کو جو حلال اور طیب ہے اللہ نے اپنی رضا کی چادر پہنادی ہے۔

اور اِیَّاکَ نَستَعِین کا مضمون اس طرح بھی سمجھ آجاتا ہے کہ ہماری بعض مادی خواہشات کو اللہ تعالیٰ نے کلیۃً نظر انداز نہیں فرمایا کہ ایسے میرے لئے فقیر ہو جاؤ کہ تمہیں اپنی ذات کی کوئی ہوش ہی نہ رہے۔ ہماری ساری ذاتی زندگی کو خدا تعالیٰ اپنی محبت کے تابع پھر بحال فرما دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے کہ اس طرح تم اپنی زندگی گزارو کہ تمہاری ساری زندگی میری رضا بن جائے اور لذت دوہری ہو جائے جو عام دنیا کے انسان کو اکیلی لذت کے طور پر محسوس ہوتی ہے۔ یہی نکتہ ہے جسے آنحضرت ﷺ نے بیوی کو لقمہ دینے کی مثال کے طور پر بیان فرمایا ہے جسے میں بارہا آپ کے سامنے پیش کر چکا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا اگر کوئی خدا کی خاطر بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالے تو یہ اس کی عبادت ہے یعنی نماز کی حالت میں سے اس وقت بھی باہر نہیں نکلتے۔ نماز میں سے اس وقت بھی باہر نہیں نکلتے اور وہ لذت اپنی جگہ قائم رہتی ہے۔ ہر شخص جسے اپنی بیوی سے پیار ہوگا اگر محبت کے اظہار کے طور پر ان کے منہ میں لقمہ ڈالے گا اسے مزہ تو ضرور آئے گا۔ لیکن اگر یہ دیکھ رہا ہو، یہ جانتا ہو کہ اس وقت میرا محبوب اعلیٰ، حقیقی محبوب بھی مجھ پر پیار کی نظر ڈال رہا ہے تو دنیا والے کی لذت کے مقابل پر یہ لذت اندازہ کرو کہ کتنی بڑھ جائے گی۔

پس اپنی نمازوں کو سنواریں، جہاں تک ممکن ہے سنواریں۔ اس مضمون کو ہلکا نہ سمجھیں۔ اس میں بہت سی مشکل راہیں آئیں گی مگر خدا تعالیٰ پر توکل کرتے ہوئے اور دعائیں کرتے ہوئے آگے بڑھیں۔ باقی مضمون میں انشاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔

☆......☆......☆......☆

احمدی مستورات اور ہماری نوجوان نسل

(شمیم اختر اعظم۔ امریکہ)

موجودہ دور میں جبکہ اکثر دلوں پر حبِ دنیا کا گرد بیٹھا ہوا ہے اور ہر قوم مادہ پرستی اور مادی ترقی میں مگن ہے ہم احمدی مسلمانوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے یہ عہد باندھ رکھا ہے کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے اور بنی نوع انسان کو اسلام سے روشناس کرنے اور راہ ہدایت پر لانے کے لئے کسی قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

مادیت یا مادہ پرستی وہ نظریہ ہے جس کے مطابق مادی یعنی دنیاوی ترقی و خوشحالی ہی انسانی زندگی کا حقیقی اور اعلیٰ مقصود و مدعا ہے۔ لہٰذا مادی منصوبوں اور مقاصد کو روحانی، دینی اور اخلاقی باتوں پر ترجیح دینا مادہ پرستی کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سورہ الکہف میں ایسے لوگوں کا نقشہ یوں بیان فرمایا ہے:

"الذینَ ضَلَّ سَعیُھُم فی الحیوٰۃِ الدنیا وَ ھُم یَحسَبُونَ اَنھُم یُحسِنُونَ صُنعا"۔ (سورہ الکھف: ۱۰۵)

وہ لوگ جن کی تمام تر کوشش اس ورلی زندگی میں ہی غائب ہو گئی ہے اور اس کے ساتھ وہ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کام کر رہے ہیں۔

اسلام کی منفرد اور حسین تعلیم جو اسے دوسرے تمام مذاہب سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ اسلام نے ہمارے روزمرہ زندگی کے معمولات، شادی بیاہ، اہل و عیال و رشتہ داروں سے سلوک، حلال روزی اور سچی محنت کو بھی اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ بشرطیکہ یہ سب کاروبار اس کی رضا اور منشاء کے مطابق ہو۔

دوسرا حسین پہلو اسلام کی تعلیم کا یہ ہے کہ اسلام نے کسی چیز کو اپنی ذات میں اچھا یا برا قرار نہیں دیا۔ قرآن کریم ہمیں بتاتا ہے کہ کوئی اچھی بات نہیں جس میں شر نہ ہو اور کوئی بری بات نہیں جس میں خیر نہ ہو۔ مثلاً اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہو تو امارت بھی شر پیدا کر سکتی ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل ہو تو غربت بھی کوئی شر پیدا نہیں کر سکتی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بے حساب دولت دی تھی۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کے کئی صحابہ بڑے مال دار تھے مگر اس قدر مال و دولت انہیں خدا سے غافل نہ کر سکی اور نہ ان کے لئے شر کا موجب بنی۔

بالفاظ دیگر ہم یوں کہہ سکتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے اسلام نے دنیاوی کاروبار سے الگ ہونے یا رہبانیت اختیار کرنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ ہر کام میں اپنی ذاتی اغراض و جذبات کے مقابل پر خدا تعالیٰ کی رضا کو مقصود و مقدم رکھنے کی تعلیم دی ہے۔ اسلام نہ تو ہمیں دنیا کے کسب و حرفت سے روکتا ہے اور نہ ہی اسلام ہم سے یہ مطالبہ کرتا ہے کہ ہم دنیا کے کاروبار بیوی بچوں یا خاوند سے الگ ہو جائیں۔ اسلام کا منشاء جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں سمجھایا ہے فقط یہ ہے کہ ہم رو بخدا بنیں اور رو بدنیا نہ بنیں اور دنیا کو ہی سب کچھ نہ سمجھیں۔ اسلام کے اس فلسفہ کو سمجھنا، اس پر عمل کرنا اور اسے اپنی آئندہ نسلوں میں راسخ کرنا ہم احمدی مستورات کا اولین فرض ہے اور یہ فرض انفرادی بھی ہے اور اجتماعی بھی۔

معاشرہ کا ہر فرد شعوری یا غیر شعوری طور پر دوسروں پر اثر ڈالتا ہے اور ان کا اثر قبول کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور تعاونوا علی البرّ والتقویٰ کو افراد کی ذات تک محدود نہیں رکھا بلکہ اسے خاندان، محلہ، شہر، ملک و قوم کے مجموعی تقویٰ سے وابستہ قرار دیا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ افراد کے تقویٰ کو تقویت اور ثبات خاندان، ملک اور اقوام کے مجموعی تقویٰ سے حاصل ہوتا ہے۔ ہماری اعلیٰ دینی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار اور روایات امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذریعہ ہی ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتی ہیں۔ جب تک پرانی نسل کو نئی نسل کا احترام اور اعتماد حاصل رہے یہ عمل کامیابی سے جاری رہتا ہے لیکن اگر پرانی نسل اس مقام سے گر جائے اور اس کے اور نئی نسل کے درمیان بُعد حائل ہو جائے تو یہ عمل رک جاتا ہے اور پھر اس کو بحال کرنا ممکن نہیں تو صبر آزما ضرور ہو جاتا ہے۔ لہٰذا احمدی مستورات کا فرض ہے کہ وہ اس امر کی سختی سے نگرانی کریں کہ ان کے اور نئی نسل کے درمیان کسی قسم کا بُعد یا دوری حائل نہ ہونے پائے۔ اس ضمن میں انہیں چند باتیں ہمیشہ مد نظر رکھنی چاہئیں۔

اول یہ کہ ان کے قول و فعل کا کوئی تضاد ان سے متعلق نئی نسل کے حُسنِ ظن کو پامال نہ کرنے پائے۔ انسانی طبائع اس قسم کی واقع ہوئی ہیں کہ وہ صرف قول سے متاثر نہیں ہوتیں جب تک اس کے ساتھ عمل نہ ہو۔ دوسرے اگر قول ہو اور اس پر عمل نہ ہو تو آہستہ آہستہ قول بھی نہیں رہتا کیونکہ قول پر عمل کے فقدان سے نہایت اعلیٰ اقدار و تعلیمات نوجوانوں کی نظر میں ایک منافقانہ اور ناپسندیدہ فعل بن جاتا ہے۔

دوم دورنگی اور مداہنت نوجوانوں میں ذہنی انتشار پیدا کرتی ہیں اور بے علمی یا ناقص علم اور حالات حاضرہ اور جدید مسائل و رجحانات سے بے خبری ان کے تشخص کو نئی نسل کے لئے بدنما، غیر جاذب اور بے اثر بناتی ہے۔

سوم عیب نمائی، ترش روئی اور نکتہ چینی نوجوان نسل کی خود اعتمادی کو ٹھیس پہنچاتی اور بغاوت و ضرر کو جنم دیتی ہے۔ اور انہیں پرانی نسل سے بیزار اور دور لے جانے کا باعث بنتی ہے۔ اسلئے یہ نہایت ضروری ہے کہ اعمال کی طرف سبقت کی جائے اور غضبناک، عیب جو اور معترض واعظ کی بجائے خندہ پیشانی، خلوص اور سچی ہمدردی سے ان کے دل جیتے جائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہر طبقہ اور عمر کے بچے اور بچیوں سے بات کرنے کا ڈھنگ سیکھا جائے۔

آیئے اب ہم سب بلا تخصیص عمر اپنا محاسبہ کریں اور دیکھیں کہ روزمرہ معمولات زندگی میں ہم اپنی نئی پود کو کس قسم کا نمونہ پیش کرتی ہیں۔ کیا ہم واقعی رُو بخدا ہیں اور دین کو دنیا پر مقدم رکھتی ہیں؟ کیا ہمیں اپنی نئی نسل کا حقیقی احترام اور اعتماد حاصل ہے؟ آیئے ہم سب اپنی ذات کا چند سوالات کے آئینہ میں جائزہ لیں۔

دعا انسان کی نہاں در نہاں خواہشوں کا نتیجہ ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"دعا کے لئے انسان کو اپنے خیال اور دل کو ٹٹولنا چاہئے کہ آیا اس کا میلان دنیا کی طرف ہے یا دین کی طرف۔ یعنی کثرت سے وہ دعائیں دنیاوی آسائش کے لئے ہیں یا دین کی خدمت کے لئے۔ پس اگر معلوم ہو کہ اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہوئے اسے دنیاوی افکار ہی لاحق ہیں اور دین مقصود نہیں تو اسے اپنی حالت پر رونا چاہئے"۔ (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۱۱۷)

☆...... کیا آپ اپنی دنیا کے ساتھ ہی آخرت کے لئے بھی دعا مانگتی ہیں؟ ☆...... کیا آپ کی دعاؤں میں تائید اسلام اور شوکت و جلال محمدیؐ کے ظہور کے لئے دعا ضرور شامل ہوتی ہے؟۔

☆...... کیا آپ اپنے دل اور اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے بکثرت تر رکھتی ہیں اور کیا آپ کو روزمرہ زندگی کے مختلف مواقع کے لئے مسنون دعائیں یاد ہیں؟

☆...... کیا آپ روزانہ نماز فجر کے بعد ایک مقررہ حصہ قرآن مجید کا باترجمہ و تفسیر ضرور تلاوت کرتی ہیں، اس نیت سے کہ میں اس کتاب کو اپنا راہنما بنانے اور اس پر عمل کرنے کے لئے پڑھتی ہوں؟

☆...... کیا آنحضرت ﷺ کی احادیث اور جس قدر ممکن ہو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب آپ کے زیر مطالعہ رہتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ ہمیشہ پاک و طیب مال خدا کی راہ میں خرچ کرتی ہیں اور جماعت کے چندے باشرح ادا کرتی ہیں؟

☆...... کیا جب والدین، اولاد، خاوند اور برادری کا خدا تعالیٰ کے احکام سے مقابلہ پڑے تو آپ اپنے خدا کو مقدم رکھتی ہیں؟ ☆...... کیا آپ غیر اقوام کے غیر اسلامی فیشن اور رسم و رواج اختیار کرنے سے پرہیز کرتی ہیں؟ ☆...... کیا آپ کے گھر میں حسب موقع بسم اللہ، جزاك الله، انشاء الله، ماشاء الله، انالله اور السلام علیکم کہنے کا رواج ہے؟

☆...... کیا آپ شرعی پردہ کرتی ہیں اور پردہ کی روح کی حفاظت کا خیال رکھتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ کا رعب آپ کی نیکی کی وجہ سے ہے؟ ☆...... کیا آپ صرف دولت کی وجہ سے کسی کی تعظیم کرتی ہیں یا کسی عہدہ کی وجہ سے ان سے ملاقات کرنے جاتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ ہر محفل میں زیور، ملبوسات اور گھریلو آسائش و سامان کو ہی موضوع سخن بنانا پسند کرتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ اپنے شوہر سے اس کی حیثیت سے بڑھ کر مانگتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ اپنے مہمان کے لئے حد سے زیادہ تکلف کرتی ہیں اور سادگی کی بجائے نمود و نمائش کو پسند کرتی ہیں؟۔

☆...... کیا آپ اپنے قصور اور غلطی کا جلد اعتراف کرتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ لوگوں کی تضحیک کرنے، غیبت سننے اور غیبت کرنے اور کان رسی سے بچتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ دوسروں کے عیب اور کمزوریاں سن کر خوش ہوتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ کسی کا معمولی تحفہ قبول کرنے میں پس و پیش کرتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ لباس کی بناء پر کسی کو عالم، جاہل یا مدبر و عقلمند سمجھتی ہیں؟ ☆...... کیا آپ دین اور دین کی باتوں پر ہنسی ٹھٹھا کرنے والوں کی صحبت سے بچتی ہیں اور دین کے لئے غیرت کا اظہار بلا خوف و خطر کرتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ کی گواہی ہر لحاظ سے کامل طور پر سچی ہوتی ہے۔ کیا آپ قول سدید کی عادی ہیں؟۔

☆...... کیا آپ طعنے، طنز یا دوسروں کے عیب کا کھوج لگانے کی عادی ہیں یا ہنسی ہنسی میں جھوٹ بولتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ اپنے خاندان اور جماعت میں تفرقہ کا موجب بننے سے ڈرتی ہیں؟

☆...... کیا آپ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ اور دیگر خطبات باقاعدگی سے سنتی ہیں اور آپ کے ہر فرمان کی حتی المقدور اطاعت کرتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ کبھی دوسروں کی دلآزاری کا موجب ہوتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ کو ہمیشہ غیر اقوام کو اسلام کا پیغام پہنچانے کے لئے موقعہ کی تلاش رہتی ہے؟۔ ☆...... کیا آپ کام سے بچنے کے لئے بہانہ کرتی ہیں یا ہر کام جو آپ کو سونپا جائے اسے محنت سلیقے اور شوق اور دیانت سے کرتی ہیں؟۔ ☆...... کیا آپ کا سلوک اپنے بیٹے اور بیٹی سے مساوی ہے؟۔ ☆...... کیا آپ ہمیشہ اس بات سے ڈرتی ہیں کہ آپ کا کوئی فعل یا قول کسی کی ٹھوکر کا باعث نہ بنے؟۔ ☆...... کیا آپ اپنے بچوں کو مروجہ علوم سکھانے کے ساتھ ساتھ انہیں اسلام کی حقیقت سے آگاہ کرنے کا اہتمام کرتی ہیں تاکہ ان کے دین کا قلعہ مضبوط ہو؟۔ ☆...... کیا آپ اپنی تنہائی کی گھڑیوں میں اپنے رب سے اسی طرح بے تکلفی سے باتیں کرتی ہیں جس طرح اپنی سہیلیوں سے کرتی ہیں؟۔ ☆...... اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعودؓ کو بتادیا تھا کہ اگر تم اپنی پچاس فیصد عورتوں کی اصلاح کر لو تو اسلام کا غلبہ نزدیک آسکتا ہے۔ کیا آپ کو یہ فرمان یاد ہے؟ اور کیا آپ ہمیشہ اسے اپنے پیش نظر رکھتی ہیں؟

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہماری نسلوں کو اور اسلام میں داخل ہونے والے ہر فرد کو ایسے مومن بنائے جو اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہوں اور اللہ تعالیٰ ان سے محبت کرتا ہو۔ جو مومنوں پر شفقت کرنے والے ہوں اور کافروں کے مقابلے میں سخت ہوں۔ جو اس کے ہر حکم پر عمل کرنے والے ہوں اور اس کی راہ میں جہاد کرنے والے ہوں اور راہ مولا میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ ڈریں۔ آمین ثم آمین۔

☆......☆......☆

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ قادیان از صفحہ اول

بابرکت تقریب میں شمولیت کے بعد واپس پہنچ کر رمضان المبارک کے استقبال کے لئے تیاری کر سکیں۔

جلسہ سالانہ قادیان کی مناسبت سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے افتتاحی خطاب کی تقریب محمود ہال لندن سے صبح دس بجے تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوئی جو مکرم مولانا فیروز عالم صاحب نے کی۔ اس کے بعد مکرم نسیم احمد باجوہ صاحب نے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ منظوم کلام میں سے منتخب اشعار پڑھ کر سنائے۔ حضور انور کا خطاب ۲۵۔۱۰ بجے شروع ہوا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے بتایا کہ اس وقت اہالیانِ قادیان سمیت ۵۵۹۰ سے زائد شرکاء تشریف فرما ہیں۔ وہاں کا موسم سرد ہے۔ تمام حاضرین جلسہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے رابطہ سے اس تقریب کی کارروائی دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں۔ ان شرکاء میں ۲۵ بیرونی ممالک کے نمائندگان موجود ہیں۔ پاکستان سے بھی مہمان تشریف لائے ہوئے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کے مختلف علاقوں سے خاص طور پر دور دراز صوبوں مثلاً بنگال، آندھرا پردیش، ہماچل پردیش وغیرہ سے مہمان شامل ہیں۔

اس جلسہ کی خصوصیت یہ ہے کہ ۱۶۰۰ نو مبایعین بھی قافلہ در قافلہ، بھرپور جذبہ اور ولولہ کے ساتھ سفر اختیار کر کے آئے ہیں۔ اس جلسہ میں دہلی، کلکتہ، جالندھر اور امرتسر وغیرہ کے ۲۱۔ اخباری نمائندے بھی رپورٹنگ کے لئے موجود ہیں۔ جلسہ کے متعلق ۹ ر اخبارات میں پہلے ہی تعارفی خبریں شائع کر چکے ہیں۔ مقامی طور پر ۵ مختلف زبانوں میں جلسہ کی کارروائی کے رواں ترجمہ کا انتظام ہے۔ معزز مہمانوں میں آج کے اجلاس میں خاص طور پر بھارت کی قومی اسمبلی کے رکن جناب رگھو نند لال بھاٹیہ بھی محبت کے اظہار کے لئے تشریف لا چکے ہیں۔ ان کے علاوہ مقامی طور پر بھی سماجی اور سیاسی طبقوں سے نمائندگان موجود ہیں۔ حضور انور نے ان سب کا تہہ دل سے شکریہ ادا فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے اپنے خطاب کے آغاز میں سورہ الفتح کی آیت نمبر ۳۰ تلاوت کی اور فرمایا کہ آج کا قادیان کے جلسہ سے خطاب دراصل اسی آیت کے مضمون کے تابع ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان میں ایک غیر معمولی تبلیغ کی رو چل پڑی ہے۔ وہ جس کا اس سے پہلے ہندوستان کے احمدیوں کے خواب و خیال میں بھی کوئی تصور نہیں تھا۔ حضور نے فرمایا کہ اس آیت میں یہ بیان ہے کہ خدا کے بندے جب کثرت سے پھیلتے پھولتے اور بڑھتے ہیں، نیکیوں کی نشوونما ہوتی ہے تو اس پر وہ خوش ہوتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ہی بعض دوسروں کو بہت تکلیف پہنچتی ہے۔ وہ آگ بگولا ہوتے ہیں مگر ان کی کچھ پیش نہیں جاتی۔ یہی حال ہندوستان میں بھی جاری ہے۔ دشمن اگر کوئی ایسی سازش کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بظاہر جماعت احمدیہ کو دائمی گزند پہنچ جائے گا تو وہ ہر تدبیر ان پر الٹتی ہے۔ کوئی ایسی تدبیر بتائیں جس میں بظاہر دشمن کو کامیابی ہوئی ہو اور جماعت کی ترقی رک گئی ہو۔ ان کی ہر تدبیر ان پر الٹی پڑی ہے اور اس کے نتیجہ میں جماعت ہمیشہ بڑھی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہمارا مقدر یہ ہے کہ ہم بڑھیں گے اور پھیلیں گے اور بڑھتے چلے جائیں گے۔ کوئی نہیں ہے جو اس تقدیر الٰہی کو ٹال سکے۔

حضور نے جماعت کی ترقی اور نو مبایعین کے ذکر پر فرمایا کہ ہمیں جو تعداد کا فخر ہے وہ اس تعداد کا فخر نہیں ہے جس نے سوکھے ہوئے گھاس کی طرح خاک میں منتقل ہو جانا ہوتا ہے۔ ہمیں اس تعداد پر فخر ہے جس پر اللہ کے پیار کی نظر ہے۔ اگر احمدی بڑھیں مگر عملاً بے دین رہیں اگر ان میں کوئی روحانی تبدیلی پیدا نہ ہو تو ہمیں ان کے احمدیت میں داخل ہونے کی کوئی خوشی نہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے ہندوستان کے متعلق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی خوشخبریوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ سو سال پہلے کی خبریں بڑی شان سے اس دور میں پوری ہو رہی ہیں۔ سو سال قبل جو 'وسع مکانك' کی اور کثرت سے لوگوں کے آنے کی خبر دی گئی تھی وہ ۹۷ء ہی کے سال میں پھر پوری ہو رہی ہے۔ اور یہ اللہ کا خاص فضل و احسان ہے کہ ہم اپنی آنکھوں سے ان کو اپنے اوپر وارد ہوتا دیکھ رہے ہیں۔ حضور نے بڑے جلال سے فرمایا کہ دشمن جتنا چاہے غوغا کرے دشمن کی کوئی بات بھی پوری ہونے والی نہیں۔ اللہ کی وہ سب باتیں پوری ہونے والی ہیں جو مسیح موعودؑ کو سو سال پہلے بتائی گئی تھیں اور اللہ کی وہ سب باتیں آج ہمارے سامنے پوری ہو رہی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ پچھلے چند سالوں تک ہندوستان کی جماعت کی تعداد ۷۰، ۷۵ ہزار بتائی جاتی تھی۔ مگر گزشتہ تین سال میں جو نئی جماعت پیدا ہوئی ہے ان کی تعداد پونے چھ لاکھ سے آگے بڑھ چکی ہے اور نو مبایعین باوجود شدید مخالفت کے پوری ثابت قدمی سے جماعت پر قائم ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ وہ علماء جو یہاں آ کے بڑیں مارا کرتے تھے کہ ہم یہاں آ کر احمدیت کا نفوذ ختم کر دیں گے اب ان کے گھر کی یہ حالت ہو گئی ہے کہ وہاں ہزاروں سے لاکھوں میں بیعتیں ہونے لگی ہیں اور اب تمام دنیا میں دہائیاں دے رہے ہیں کہ آؤ اور ہمیں بچاؤ۔ چنانچہ انہوں نے باہر کے ممالک سے نمائندے بلوا کر وہاں جلسے کئے۔ ان کی ایک کانفرنس میں ۵۰ ہزار آدمی جمع ہوئے تھے۔ مگر پہلے اجلاس کے بعد دوسرے اجلاس سے پہلے ایسی آندھی آئی اور بارش ہوئی کہ اس بھڑکنے والی آگ کو خدا نے وہیں ٹھنڈا کر دیا۔ حضور نے فرمایا کہ اللّٰھم مزقھم کل ممزق کی دعائیں ہندوستان میں بھی پوری ہوتی ہوئی دیکھ رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے ایک معاند مولوی اسعد مدنی صاحب جو جمعیت العلماء ہند کے صدر کہلاتے ہیں، کی مخالفت اور ان کی مالی دھاندلیوں و بے قاعدگیوں کی وجہ سے ذلت و رسوائی کے ذکر پر مشتمل اخبار کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا اور بتایا کہ کس طرح وہ آپس میں بھی پھٹ چکے ہیں اور خود ان کے ایک جلسہ میں جس میں دیوبندی مولویوں نے بریلویوں کو بھی دعوت دی تھی اور یہ ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ ہم سب اکٹھے ہو چکے ہیں اور ایک ہو کر احمدیت کو نابود کر دیں گے۔ مگر اسی جلسہ میں بریلوی مولوی صاحب نے دیوبندیوں کو اتنا برا بھلا کہا کہ اسے بیان کرنا ممکن نہیں اور پھر جب دیوبندی کی باری آئی تو اس نے بریلویوں کے خلاف خوب گند اچھالا۔ احمدیت کے خلاف ان کے اجتماع کی حقیقت اس طرح ہندوستان میں ظاہر ہوئی۔

حضور نے بتایا کہ ایک اور مولوی صاحب نے بیڑا اٹھایا کہ وہ دن رات احمدیت کی مخالفت میں کام کریں گے۔ ان پر نہ معلوم کیا پتا ٹوٹی کہ انہوں نے ایک روز خودکشی کر لی اور کسی کو بھی معلوم نہ تھا۔ یہاں تک کہ ان کی لاش اس حال میں ملی کہ کتے اس کو گھسیٹ رہے تھے اور بدن میں کیڑے پڑ چکے تھے۔ اس طرح خدا تعالیٰ کی تقدیر ان پر غضب کی بجلیاں برسا رہی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ جب تک یہ لوگ جماعت کے خلاف ابھر کر نہیں نکلے اس وقت تک خدا نے ان کی پردہ پوشی رکھی مگر اب ان کی حقیقت دکھائی جا رہی ہے۔ مخالفتوں نے کبھی بھی ہماری جماعت کو نقصان نہیں پہنچایا۔ حضور نے پاکستان میں کی جانے والی مخالفت کی طرف بھی اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مت خیال کریں کہ کوئی ایسی تبدیلی آئے گی جس کے نتیجہ میں جماعت مٹ جائے گی۔ گزشتہ تاریخ پر نظر ڈال کر کوئی ایک واقعہ بھی ایسا دکھائیں کہ دشمن کہے کہ ہم نے اپنی مراد پا لی۔ اس کی ہر تدبیر اس پر الٹائی گئی اور جماعت پہلے سے زیادہ قوت کے ساتھ پھیلتی اور بڑھتی رہی۔ وہ دہائیاں دیتے رہے اور چھاتیاں پیٹتے رہے کہ وائے وہ وقت جب ہم نے یہ تدبیر اختیار کی کیونکہ اسی تدبیر سے جماعت کی کامیابی کی صورتیں پیدا ہوئیں۔ وقتی طور پر انہیں بغلیں بجانے کا موقعہ ملتا رہا لیکن بالآخر نامرادی کی سیاہی ان کے مونہوں پر مل دی گئی۔

حضور نے فرمایا کہ یہ کہا کرتے تھے کہ احمدی تو ایک لاکھ بھی نہیں اب ان کی آنکھوں نے دیکھ لیا کہ گزشتہ ایک سال میں ۳۰ لاکھ سے زیادہ احمدی ہوئے۔ اگر خدا ہماری تائید میں کھڑا نہ ہوتا تو کیسے ممکن تھا۔ حضور نے فرمایا کہ احمدیت تو ضرور پھیلے گی اور اپنی ہر کوشش کے بعد تم اپنا سر پیٹو گے، اپنی چھاتیاں پیٹو گے۔

حضور نے فرمایا کہ ہندوستان میں بعض جگہ ہندوؤں کی طرف سے بھی مخالفت ہو رہی ہے اور اس کی بنیادی وجہ وہی ہے جو اس آیت میں بتائی گئی ہے کہ تمہارے بڑھنے سے ان کے سینے کی آگیں بڑھیں گی خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں۔ یہ تقدیریں ہیں جنہوں نے بہرحال پورا ہونا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ ہندوستان میں ایک صوبہ جہاں اس سے پہلے ایک بھی احمدی نہیں تھا وہاں چھ ہزار سے زائد احمدی ہو چکے ہیں اور ان میں سے ہر ایک احمدیت پر جان نثار کرنے کے لئے تیار بیٹھا ہے۔ مولویوں نے انہیں پیسوں کی تھیلیاں دیں کہ احمدیت چھوڑ دو مگر انہوں نے انہیں سختی سے رد کر دیا اور کہا کہ ہمیں جو نعمت ملی ہے وہ دنیا کی نعمت نہیں ہے۔ اس نعمت نے تو ہمیں دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔ ہم نے اللہ کے احسانات اپنے اوپر اترتے دیکھے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ ہم خدا کی راہ میں خود پیسے دے رہے ہیں اور دیتے چلے جائیں گے۔ اور خدا کی راہ میں مسجدیں بنائیں گے۔ یہ انقلابات ہیں جو اللہ کے فضل سے ہندوستان میں رونما ہو رہے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ اس وقت اللہ کے ہو جانے کا وقت ہے۔ کوئی دنیا کی تدبیریں آپ کے کام نہیں آ سکتیں۔ حضور نے ہندوستان کی جماعتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر مجھے ہندوستان بلانا ہے تو ایسے جلسے کریں جو قادیان سے رخصت ہوتے ہوئے جو جلسہ دیکھا تھا کم سے کم اتنے ہو جائیں بلکہ اس سے زیادہ ہو جائیں۔ ایسی جانیں لڑائیں کہ قادیان پھر ان نعرہ ہائے تکبیر سے گونج اٹھے جن سے پارٹیشن سے پہلے گونجا کرتا تھا۔ خطاب کے آخر پر حضور نے افتتاحی دعا کروائی۔ حضور کے اس خطاب کو مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل کے ذریعہ دنیا کے تمام براعظموں میں براہ راست دیکھا اور سنا گیا۔

نماز میں حضور و توجہ حاصل کرنے کا طریق اور دُعا

مولوی نظیر حسین صاحب سخا دہلوی نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام سے نماز میں حصولِ حضور اور توجہ کا طریق تحریراً دریافت کیا۔ اس پر حضرت اقدس نے تحریر فرمایا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طریق یہی ہے کہ نماز میں اپنے لئے دُعا کرتے رہیں اور سرسری اور بے خیال نماز پر خوش نہ ہوں۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہو توجہ سے نماز ادا کریں اور اگر توجہ پیدا نہ ہو تو پنج وقت ہر ایک نماز میں خدا تعالیٰ کے حضور میں بعد ہر ایک رکعت کے کھڑے ہو کر یہ دُعا کریں کہ:

اے خدائے تعالیٰ قادر و ذوالجلال میں گنہگار ہوں اور اس قدر گناہ کی زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں ہو سکتا۔ تو اپنے فضل و کرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھا دے تا کہ اس کے ذریعہ سے میری سخت دلی دور ہو، حضور نماز میں میسر آوے۔

اور یہ دعا صرف قیام پر موقوف نہیں بلکہ رکوع میں اور سجدہ میں اور التحیات کے بعد بھی یہی دعا کریں اور اپنی زبان میں کریں اور اس دعا کے کرنے میں ماندہ نہ ہوں اور تھک نہ جاویں۔ بلکہ پورے صبر اور پورے استقامت سے اس دعا کو پنجوقت نمازوں میں اور نیز تہجد کی نماز میں کرتے رہیں اور بہت بہت خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہیں۔ کیونکہ گناہ کے باعث دل سخت ہو جاتا ہے۔ ایسا کرو گے تو ایک وقت یہ مراد حاصل ہو جاوے گی۔ مگر چاہئے کہ اپنی موت کو یاد رکھیں۔ آئندہ زندگی کے دن تھوڑے سمجھیں اور موت قریب سمجھیں یہی طریق حصولِ حضور کا ہے۔ (الحکم ۲۴ ر مئی ۱۹۰۴ء)

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Domestic Violance, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

TOWNHEAD PHARMACY

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 3JW

☆......☆......☆......☆

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

مسائل رمضان (۲)

سحری اور افطاری کے آداب

(عبدالماجد طاہر ۔ لندن)

روزہ کے لئے نیت ضروری ہے

جس شخص کا روزہ رکھنے کا ارادہ ہو اسے روزہ رکھنے کی نیت ضرور کرنی چاہئے۔ حضرت حفصہؓ آنحضرت ﷺ سے روایت فرماتی ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

"من لم یجمع الصوم قبل الفجز فلا صیام له"

(ترمذی کتاب الصوم باب لاصیام لمن لم یعزم من اللیل)

جو فجر سے پہلے روزہ کی نیت نہ کرے اس کا کوئی روزہ نہیں۔

اسلام نے اعمال کی بنیاد نیتوں پر رکھی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا "الاعمال بالنیات" کہ اعمال کا انحصار انسان کی نیت اور ارادہ پر ہے اس لئے اسلامی عبادات کے شروع کرنے کے لئے بھی اخلاص، نیت اور نیک ارادہ شرط ہے۔ یہی بات روزہ کے بارہ میں فرمائی ہے کہ اس کے لئے نیت کرنی چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ انسان رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ کرے اور نیت کر کے سوئے۔

روزہ کی نیت کرنے کے لئے کوئی معین الفاظ زبان سے ادا کرنے ضروری نہیں۔ نیت دراصل دل کے اس ارادے کا نام ہے کہ وہ کس لئے کھانا پینا چھوڑ رہا ہے۔ روزہ کی نیت طلوع فجر سے پہلے کی جانی چاہئے۔ البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً اسے علم نہیں ہو سکا کہ آج سے رمضان شروع ہو رہا ہے یا سویا رہا، صبح بیدار ہونے پر پتہ چلا کہ آج تو روزہ ہے یا کوئی اور اسی قسم کا عذر ہو تو وہ دوپہر سے پہلے پہلے اس دن کے روزہ کی نیت کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس نے طلوع فجر کے بعد سے کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

ایک حدیث میں ہے کہ ایک بار دوپہر سے پہلے خبر ملی کہ کل رمضان کا چاند مدینہ کی کسی مضافاتی بستی میں دیکھ لیا گیا تھا۔ اس پر حضور علیہ السلام نے فرمایا: "جس نے صبح سے کچھ نہیں کھایا پیا وہ روزہ کی نیت کر لے اور جس نے کچھ کھا پی لیا ہے وہ بعد میں اس روزہ کی قضاء کرے"۔

(سنن ابوداؤد کتاب الصیام باب فی شهادة الواحد علی رؤية هلال رمضان)

☆......نفلی روزہ میں دن کے وقت دوپہر سے پہلے پہلے (بشرطیکہ نیت کرتے وقت تک کچھ کھایا پیا نہ ہو) روزہ کی نیت کر سکتے ہیں۔ حدیث میں آیا ہے:

"انه ﷺ کان یدخل علی بعض ازواجه فیقول هل من غداء فان قالوا لا قال فانی صائم"

(صحیح مسلم کتاب الصوم باب جواز صوم النافلة بنیته من النهار)

یعنی حضور ﷺ بعض دفعہ گھر تشریف لاتے اور دریافت فرماتے کہ ناشتہ کیلئے کوئی چیز ہے؟ اگر یہ جواب ملتا کہ کچھ نہیں تو آپ فرماتے اچھا آج میں روزہ رکھ لیتا ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر فجر سے پہلے نیت کرنے میں کوئی عذر ہو تو دن کے وقت بھی روزے کی نیت کی جا سکتی ہے۔ گو حضور علیہ السلام کے یہ روزے نفلی تھے۔

☆......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کا سوال پیش ہوا کہ میں مکان کے اندر بیٹھا ہوا تھا اور میرا یقین تھا کہ ہنوز روزہ رکھنے کا وقت ہے اور میں نے کچھ کھا کر روزے کی نیت کی مگر بعد میں ایک دوسرے شخص سے معلوم ہوا کہ اس وقت سفیدی ظاہر ہو چکی تھی اب میں کیا کروں؟ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: "ایسی حالت میں اس کا روزہ ہو گیا۔ دوبارہ رکھنے کی حاجت نہیں کیونکہ اپنی طرف سے اس نے احتیاط کی اور نیت میں فرق نہیں"۔

(البدر ۱۴، ۱۴/ فروری ۱۹۰۷ء)

سحری کے آداب

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تسحروا فان فی السحور برکة"

اے مسلمانو! سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے۔

"السحور" سحر سے ہے جس کے معنے صبح کے ہیں اور "السحور" کا لفظ علی الصبح کھانا کھانے کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ یہودیوں کے روزہ میں سحری نہیں تھی لیکن مسلمانوں کو سحری کا حکم ہوا۔ اس کے فرق کا ذکر کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں:

"فصل ما بین صیامنا و صیام اهل الکتاب اکلة السحر"۔

(سنن الدارمی، کتاب الصوم باب فضل السحور)

یعنی ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں ایک فرق سحری کھانا بھی ہے۔ یعنی مسلمان سحری کھا کر روزہ رکھتے ہیں اور اہل کتاب سحری نہیں کھاتے۔

☆......سحری کا وقت آدھی رات کے بعد سے فجر کے طلوع ہونے تک ہے لیکن آدھی رات کو اٹھ کر سحری کھا لینا مسنون نہیں۔ اصل برکت اتباع سنت میں ہے اور سنت یہ ہے کہ طلوع فجر سے تھوڑا پہلے انسان کھا پی لے۔ آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کا یہی طریق تھا۔ صحابہ کرامؓ بیان کرتے ہیں: "تسحرنا ثم قمنا الی الصلوٰة"

کہ سحری کھانے کے بعد ہم نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے تھے۔

(ترمذی کتاب الصوم باب تأخیر السحور)

یعنی سحری کے اختتام اور نماز فجر کے دوران بہت کم وقفہ ہوتا تھا

☆......حضرت انسؓ، حضرت زیدؓ بن ثابت سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت ﷺ کے ساتھ سحری کھائی پھر ہم نماز فجر کے لئے کھڑے ہو گئے۔ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ سحری اور نماز فجر کے درمیان کتنا وقفہ ہوا کرتا تھا تو زید بن ثابتؓ نے جواب دیا کہ قریباً پچاس آیات پڑھنے کے برابر وقفہ ہوتا تھا۔

(بخاری۔ کتاب الصوم، باب قدر کم بین السحور و صلاة الفجر)

یعنی اندازاً دس سے پندرہ منٹ۔ پچاس آیات کی تلاوت پر قریباً اتنا وقت خرچ ہوتا ہے۔

☆......حضرت سہیل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں:

"کنت أتسحر فی أهلی ثم تکون سرعة بی ان ادرك صلوٰة الفجر مع رسول الله"۔

(بخاری کتاب مواقیت الصلوٰة باب وقت الفجر)

یعنی اپنے گھر میں سحری کر کے مجھے بسرعت جا کر نماز فجر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شامل ہونا پڑتا تھا۔

☆......سحری کی تاکید کرتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے اس کی حکمت بھی بیان فرمائی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ:

"آنحضرت ﷺ نے فرمایا سحری کے کھانے کے ذریعہ دن کے روزہ (کی مشقت) اور رات کی عبادت (میں جاگنے) کے مقابل پر قیلولہ کے ساتھ مدد چاہو"۔

(سنن ابن ماجه کتاب الصیام باب ما جاء فی السحور)

☆......ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا:

"صبح کا یہ مبارک کھانا رات کے آخری حصہ میں کھایا کرو"۔

(الجامع الصغیر الجزء الاول حدیث نمبر ۳۲۹۲)

☆......اسی طرح فرمایا:

"سحری کیا کرو خواہ ایک گھونٹ پانی ہی کیوں نہ ہو"۔

(الجامع الصغیر الجزء الاول حدیث نمبر ۳۲۹۳)

آنحضرت ﷺ کی سحری

حضرت عرباض بن ساریہؓ بیان کرتے ہیں کہ:

"رمضان المبارک کے مہینہ میں آنحضورؐ کو میں نے سنا آپ (مسجد میں موجود) صحابہؓ کو سحری کے لئے بلا رہے تھے اور فرما رہے تھے اس صبح کے مبارک کھانے کے لئے آؤ"۔

(سنن نسائی کتاب الصیام، باب فضل السحور)

☆......رسول اللہ ﷺ کے خادم حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ سحری کے وقت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اے انس میں نے روزہ رکھنا ہے مجھے کھانے کی کوئی چیز لا دو"۔ حضرت انس کہتے ہیں میں کھجوریں اور ایک برتن میں پانی لے آیا۔ اور اس وقت حضرت بلالؓ کی پہلی اذان ہو چکی تھی۔ حضور نے فرمایا "انس دیکھو (مسجد میں) کوئی اور آدمی ہے جو میرے ساتھ سحری میں شامل ہو" حضرت انسؓ نے زید بن ثابتؓ کو بلایا تو انہوں نے کہا "میں تو ستو پی کر روزہ رکھ چکا ہوں"۔ حضور نے فرمایا "ہم نے بھی روزہ ہی رکھنا ہے"۔ چنانچہ زید بن ثابت نے حضورؐ کے ساتھ سحری کھائی۔

(سنن نسائی کتاب الصیام باب السحور بالسویق والتمر)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور سحری میں کسی قسم کے تکلفات نہیں فرماتے تھے۔ جو میسر ہوتا تھا اس سے روزہ رکھ لیتے تھے بلکہ آنحضورؐ نے فرمایا کھجور مومن کے لئے کتنی اچھی سحری ہے۔

☆......آنحضرت ﷺ نے رمضان میں مسلمانوں کی سہولت کے لئے یہ انتظام فرمایا تھا کہ صبح کی دو اذانیں ہوتی تھیں۔ پہلی اذان حضرت بلالؓ فجر کے طلوع ہونے سے پہلے دیتے تھے جس کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ اب سحری کا آخری وقت ہے جو شخص نماز تہجد ادا کر رہا ہے یا جو سویا ہوا ہے وہ بھی اٹھ کر سحری کھا لے اور دوسری اذان حضرت ابن مکتومؓ اس وقت دیا کرتے تھے جب فجر طلوع ہو جاتی تھی اور اس کا مقصد سحری کے وقت کے ختم ہو جانے کا اعلان ہوتا تھا۔ اس لئے حضورؐ نے فرمایا کہ جب بلال اذان دے تو کھاتے رہا کرو اور جب ابن مکتوم اذان دے تو سحری ختم کر لیا کرو۔ (بخاری کتاب الصوم باب قول النبی لا یمنعکم من سحور کم اذان بلال)

لیکن اس میں گنجائش بھی رکھ دی کہ جب تک پوری طرح فجر نہ ہو جائے تو کھا پی سکتے ہیں خواہ اذان ہو رہی ہو۔

(سنن نسائی کتاب الصیام باب کیف الفجر)

☆......حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی اذان سنے اور کھانے پینے کا برتن اس کے ہاتھ میں ہو تو وہ برتن رکھ نہ دے یہاں تک کہ حسب ضرورت اس سے کھا لے"۔

(سنن ابی داؤد کتاب الصوم باب فی الرجل یسمع النداء والاناء علی یده)

کیا سحری کھانا ضروری ہے؟

سحری کھائے بغیر روزہ رکھنے میں برکت نہیں لیکن اگر انسان کی اس وقت آنکھ کھلے جب فجر طلوع ہو چکی ہو اور سحری کھانے کا وقت نہ رہا ہو تو بغیر سحری کھانے کے روزہ رکھ لینا جائز ہے۔ لیکن بطور عادت کے ایسا کرنا پسندیدہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی حدود کو قائم رکھنا بڑا ضروری ہے۔ ہر ایک نیکی کا کام اسی وقت نیکی کا کام ہو سکتا ہے جب کہ وہ اللہ کے بیان کردہ احکامات اور آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ کے مطابق ہو۔ بغیر سحری کھائے روزہ رکھنا آنحضرت ﷺ نے پسند نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ فرمایا کہ "سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھانے میں برکت ہے"۔

افطاری کے آداب

حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "اذا اقبل اللیل وادبر النهار وغابت الشمس فقد افطر الصائم"

(بخاری کتاب الصوم، باب متی یحل فطر الصائم)

جب دن چلا جائے اور رات آ جائے اور سورج ڈوب جائے تو روزہ افطار کر لو۔

☆......حضرت سہیل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

"لا یزال الناس بخیر ما عجلوا الفطر"

(بخاری کتاب الصوم۔ باب تعجیل الافطار)

کہ روزہ افطار کرنے میں جب تک جلدی کرتے رہیں گے اس وقت تک خیر و برکت بھلائی اور بہتری حاصل کرتے رہیں گے۔

☆......اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا: "دین اسلام اس وقت تک مضبوط رہے گا جب تک لوگ روزہ جلدی افطار کرتے رہیں گے۔ کیونکہ یہودی اور عیسائی روزہ افطار کرنے میں تاخیر کرتے تھے"۔

(ابوداؤد کتاب الصوم۔ باب مایستحب من تعجیل الفطر)

☆......حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے سب سے پیارے بندے وہ ہیں جو (افطاری کا وقت ہو جائے تو وہ) سب سے جلدی افطار کرتے ہیں"۔

(ترمذی۔ ابواب الصوم۔ باب ماجاء فی تعجیل الافطار)

☆......حضرت ابی اوفیٰؓ آنحضرت ﷺ کے ایک سفر کا ذکر کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ میں اس سفر میں حضور ﷺ کے ہمراہ تھا۔ غروب آفتاب کے بعد حضورؐ نے ایک شخص کو افطاری لانے کا ارشاد فرمایا۔ اس شخص نے عرض کی کہ حضور ذرا تاریکی ہو لینے دیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ افطاری لاؤ۔ اس شخص نے پھر عرض کی کہ حضور ابھی تو روشنی ہے۔ حضورؐ نے فرمایا افطاری لاؤ۔ وہ شخص افطاری لایا۔ آپؐ نے روزہ افطار کرنے کے بعد اپنی انگلی سے مشرق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جب تم غروب آفتاب کے بعد مشرق کی طرف سے اندھیرا اٹھتے دیکھو تو افطار کر لیا کرو۔

صحیح مسلم۔ کتاب الصوم باب بیان وقت انقضاء الصوم)

☆......آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد کا واقعہ ہے کہ دو تابعی حضرت مسروق اور ابوعطیہ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور پوچھا اے ام المومنین حضورؐ کے صحابہ میں سے دو صحابی ایسے ہیں کہ ان میں سے کوئی بھی نیکی اور خیر کے حصول میں کوتاہی کرنے والا نہیں۔ لیکن ان میں سے ایک تو افطاری میں جلدی کرتے ہیں (یعنی افطاری کا وقت ہونے

کے بعد تاخیر نہیں کرتے) اور نماز بھی جلدی پڑھتے ہیں (یعنی اول وقت میں پڑھتے ہیں)۔ اور دوسرے صحابی افطاری اور نماز دونوں میں تاخیر کرتے ہیں۔ حضرت عائشہؓ نے پوچھا ان میں افطاری اور نماز میں کون جلدی کرتا ہے۔ بتایا گیا کہ عبداللہ بن مسعودؓ تو حضرت عائشہؓ نے فرمایا آنحضرت ﷺ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔

(سنن ترمذی ابواب الصوم۔ باب ما جاء فی تعجیل الافطار)

☆......روزہ کی افطاری کا وقت نہایت بابرکت گھڑی ہوتی ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اسے افطاری کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اس وقت ہوگی جب روزہ کی وجہ سے خدا سے اس کا لقاء ہوگا۔

(ابن ماجه كتاب الصيام باب ما جاء فى فضل الصيام)

☆...... آنحضرت ﷺ نے افطاری کے وقت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"ہر افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو (آگ سے) آزاد اور بری فرماتا ہے اور یہ عمل روزانہ شام کو ہوتا ہے"۔ (ابن ماجه كتاب الصيام باب ماجاء فى فضل شهر رمضان)

☆...... پس افطاری کے وقت کے نہایت بابرکت لحات کو ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ قبولیت دعا کے اس وقت میں دعائیں کرنی چاہئیں۔ آنحضرت ﷺ افطاری کے وقت یہ دعا کیا کرتے تھے:

اللهمّ اِنی لكَ صُمتُ و علیٰ رِزقكَ افطَرتُ

(ابوداؤدكتاب الصيام باب القول عند الافطار)

اے اللہ میں نے تیری خاطر ہی روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے میں نے افطار کیا ہے۔

☆...... پھر افطاری کے بعد خدا کا شکر ادا کرتے اور یہ دعا کرتے: "ذهب الظمأ وابتلت العروق و ثبت الاجر انشآء الله"

(ابوداؤدكتاب الصيام باب القول عندالافطار)

یعنی پیاس دور ہوگئی اور رگیں تروتازہ ہوگئیں اور اللہ نے چاہا تو اجر ثابت ہوگیا۔

آنحضرت ﷺ کی افطاری

آنحضرت ﷺ روزہ افطار کرنے میں بھی کوئی تکلف نہیں فرماتے تھے۔ حضرت انسؓ بن مالک جو آپ کے خادم خاص تھے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نماز مغرب سے قبل تازہ کھجور کے چند دانوں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ اگر تازہ کھجور میسر نہ ہو تو خشک کھجور کھا کر ہی روزہ کھول لیتے اور اگر خشک کھجور بھی نہ ملتی تو پانی کے چند چلو بھر کر افطاری کر لیتے۔

(ابوداؤد ،كتاب الصوم، باب ما يفطر عليه)

☆...... آنحضرت ﷺ نے اپنی امت کو بھی ایسی سادہ افطاری کی تلقین فرمائی ہے۔ آپؐ نے فرمایا:

"جب تم میں سے کوئی افطاری کرے تو کھجور سے کرے کیونکہ یہ بہت خیر و برکت رکھتی ہے اور اگر کھجور میسر نہ ہو تو پانی سے روزہ کھولے جو طہارت مجسم ہے"۔

(ترمذى كتاب الزكوٰة باب فى الصدقة على ذى القرابة)

☆...... حضرت امام مالکؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہؓ سے ایک غریب عورت نے سوال کیا۔ اس دن آپؓ روزہ سے تھیں اور گھر میں سوائے ایک روٹی کے اور کچھ نہ تھا۔ آپؓ نے خادمہ سے کہا کہ وہ روٹی اس غریب عورت کو دے دے۔ خادمہ کہنے لگی کہ آپ کے لئے اور کوئی چیز موجود نہیں آپ خود کس سے روزہ افطار کریں گی۔ حضرت عائشہؓ نے اس خادمہ سے کہا کہ تم روٹی اس غریب عورت کو دے دو۔ خادمہ کہتی ہے کہ میں نے وہ روٹی اس غریب عورت کو دے دی۔ جب شام ہوئی تو آپ کے پاس کسی عزیز نے یا کسی اور شخص نے بکری کا کچھ گوشت اور اس کا بازو بطور تحفہ بھیج دیا۔ آپ نے اس خادمہ کو بلا کر فرمایا لو کھاؤ یہ تمہاری روٹی سے کہیں بہتر ہے۔

(مؤطا امام مالك باب الترغيب فى الصدقة)

روزہ افطار کروانے کا ثواب

حضرت زید بن خالد جہنی بیان کرتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا:

"من فطر صائما كان له مثل اجره غير انه لا ينقص من اجرا الصائم شئى"

(ترمذى كتاب الصوم باب فضل من فطر صائما)

☆...... آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو روزہ افطار کرائے اسے روزہ رکھنے والے کے برابر ثواب ملے گا لیکن اس سے روزے دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں آئے گی۔

☆...... چنانچہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں صحابہ کرام افطاری کروایا کرتے تھے۔

☆...... ایک دفعہ حضرت سعدؓ بن معاذ کے ہاں رسول اللہ ﷺ افطاری کے لئے تشریف لے گئے۔ آنحضرت ﷺ نے روزہ کھولا اور فرمایا "تمہارا کھانا نیک لوگوں نے کھایا اور فرشتوں نے دعائیں کیں"۔

(ابن ماجه كتاب الصيام باب فى ثواب من فطر صائما)

سحری اور افطاری میں اعتدال کو پیش نظر رکھیں

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ سحری اور افطاری کے وقت کھانے کے اہتمام میں اس قدر آگے بڑھ جاتے ہیں کہ ان کا یہ اہتمام رمضان اور روزوں کے مقاصد سے متصادم ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس پہلو سے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

(۱)......"...... بھوکے رہتے ہو تو سارا دن یہ سوچ کر نہ گزارنا کہ جب روزہ ختم ہوگا تو پھر یہ یہ نعمتیں کھائیں گے۔ اتنا زیادہ کھاؤں گا کہ سارے روزے کی کسر مٹادوں گا۔ بلکہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں "صوموا تصحوا" روزے رکھو تاکہ تمہاری صحت اچھی ہو اور صحت اچھی تبھی ہو سکتی ہے کہ اگر آپ روزوں سے یہ سبق سیکھیں کہ ہم جو بہت زیادہ کھایا کرتے تھے بڑی سخت بے وقوفی تھی۔ رمضان نے ہمیں یہ کھانے کا سلیقہ سمجھا دیا ہے۔ درحقیقت اس سے بہت کم پر ہمارا گزارا ہو سکتا ہے۔ جو ہم پہلے کھایا کرتے تھے تو اپنی خوراک بچاؤ اور اس کے ساتھ اپنی صحت کی حفاظت کرو۔

اب امر واقعہ یہ ہے کہ اس سے بہتر ڈائٹنگ کا اور کوئی طریق نہیں ہے جو روزوں نے ہمیں سکھایا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں کہ روزے میں کھانا کم کرنا لازم ہے کیونکہ کھانا کم کئے بغیر جو اعلیٰ مقصد ہے روزے کا وہ پورا نہیں ہو سکتا۔ یعنی صرف یہ نہیں کہ کچھ وقت بھوکے رہنا بلکہ دونوں کناروں پر بھی صبر سے کام لو اور نسبتاً اپنی غذا تھوڑی کرتے چلے جاؤ۔ فرماتے ہیں کہ اس کے بغیر انسان کی توجہ اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہو سکتی۔ ذکر الٰہی کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی ایک روحانی غذا ہے اور روزمرہ کا کھانا ایک جسمانی غذا ہے۔ تو رمضان کی برکت یہ ہے یا روزوں کی برکت یہ ہے کہ وہ جسمانی غذا سے ہماری توجہ روحانی غذا کی طرف پھیر دیتے ہیں۔ اور ذکر الٰہی میں ایک لطف آنا شروع ہو جاتا ہے اور وہ روحانی لطف ہے جو آپ کی روح کو تروتازہ کرتا ہے۔ اس کی مضبوطی کا انتظام کرتا ہے اور جسم پہ جو زائد چربیاں چڑھی تھیں ان کو پگھلاتا ہے۔

پس روزے کا امیروں کی صحت کے ساتھ بڑا بھاری تعلق ہے لیکن اگر امیر روزے کا انتقام دونوں کناروں پر لیں یعنی جب افطاری کریں تو اتنا کھائیں اور ایسی ایسی عجیب نعمتیں کھائیں کہ عام دنوں میں بھی وہ نہیں کھاتے تھے تاکہ روزے کا بدلہ اتارا جائے۔ اور رات جو بیچ میں پڑے پھر دوسرے دن سحری کے وقت اس عزم کے ساتھ بیٹھیں کہ اب ہم نے بھوک کو قریب نہیں پھٹکنے دینا۔ اتنا کھائیں گے کہ صبح آنکھ کھلے تو عذاب بن جائے، معدے میں تیزاب ابل رہے ہوں، مصیبت پڑی ہوئی ہو۔ اور پھر علاج سو کر کیا جائے تاکہ اور سوئیں اور اس مصیبت سے نجات ملے اور سو سو کر جس طرح بھی بن پڑے افطاری کا انتظار ہو۔ اگر یہ مقصد ہے رمضان کا اور روزوں کا تو یہ تو تمہیں پہلے حال سے بھی بدتر چھوڑ جائے گا۔ اس لئے مقصد کو سمجھیں اور اس مقصد کو پیش نظر بھی رکھیں۔

(خطبه جمعه فرموده ۱۷/ جنورى ۱۹۹۷ء)

افطار پارٹیوں میں اسراف سے بچیں

(۲)...... اسی طرح بعض لوگ افطار پارٹیاں کرتے ہیں تو ان میں بھی اسراف سے کام لیا جاتا ہے اور افطاری کے نام پر ایسی مجالس لگائی جاتی ہیں جو رمضان اور روزوں کی غرض و غایت کے منافی ہوتی ہیں۔ پھر بعض لوگ افطاریاں صرف امراء کو ہی بھجواتے ہیں اور غرباء کو نظر انداز ر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ حضور ایدہ اللہ نے اس سلسلہ میں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:۔

"افطاریاں اپنے سے امیروں کو یا اپنے ہم پلہ امیروں کو بھیجنے کی بجائے ڈھونڈیں کہ نسبتاً کون مسکین لوگ ہیں خدا کے۔ اور یہ مسکینی جو ہے یہ ایک نسبتی چیز ہے ضروری نہیں کہ ایسا غریب ہو کہ اس کو صدقہ ہی دیا جائے۔ حالات الگ الگ ہیں بعضوں کو کم ملتا ہے، بعضوں کو زیادہ ملتا ہے۔ تو وہ لوگ جو خدا کی خاطر کسی کو خوش کرنا چاہتے ہیں ان کو چاہئے کہ ڈھونڈیں ایسے لوگ جن کا کھانے پینے کا معیار روزمرہ کا اتنا اونچا نہیں جتنا ان کا ہے۔ اور اگر وہ ان کو بھیج دیں تو اس آیت کے مضمون کے مطابق وہ اپنے جیسے دولت مندوں میں دولت کے چکر لگانے کے مترادف نہیں رہے گا۔ پس افطاریوں میں بھی بہتر یہی ہو کہ آپ اپنے ہمسایوں کو دیکھیں، ارد گرد جگہ تلاش کریں اور روزمرہ واقف جو آپ کے دکھائی دیتے ہیں ان کو بھیجیں مگر صدقے کے رنگ میں نہیں۔ کیونکہ افطاری کا جو تعلق ہے وہ صدقے سے نہیں ہے۔ افطاری کا تعلق محبت بڑھانے سے ہے اور رمضان کے مہینے میں اگر آپ کچھ کھانا بنا کے بھیجتے ہیں تو طبعی طور پر محبت بھی بڑھتی ہے اور دعا کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے۔ اگر آپ اس عزت اور احترام سے چیز دیں کسی غریب کو یا ایسے شخص کو جو نسبتاً غریب ہے کہ اس میں محبت کا پہلو غالب ہو اور صدقے کا کوئی دور کا عنصر بھی شامل نہ ہو تو یہ وہ افطاری ہے جو آپ کے لئے باعث ثواب بنے گی اور آپ کے حالات بھی سدھارے گی۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس طرح اوپر اور نچلے طبقوں کے درمیان آپس میں محبت پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے۔

دوسرے افطاری کی دعوتوں کے متعلق میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ افطاری ایک تو انسان بنا کر کسی کے گھر بھجوا دیتا ہے تاکہ اس دن دعاؤں میں ان کو بھی شامل کر لیا جائے۔ وہ دیکھیں کہ فلاں نے ہم سے اتنا پیار اور محبت کا سلوک کیا تو رمضان کی دعاؤں میں ایک یاددہانی کا کام بھی دیتی ہے افطاری۔ مگر جب **آپ افطاری کی دعوتیں کرتے ہیں تو بعض دفعہ بالکل برعکس نتیجہ ظاہر ہوتاہے۔ بجائے اس کے کہ روزہ کھول کے انسان ذکر الٰہی میں مصروف ہو قرآن کریم کی تلاوت کرے جو تراویح پڑھتے ہیں وہ تراویح کے لئے تیار ہو کر جائیں اس کی بجائے مجلسیں لگ جاتی ہیں جو بعض دفعہ اتنی لمبی چل جاتی ہیں کہ عبادتیں بھی ضائع ہونے لگتی ہیں** اور اگر اس دن کی عشاء کی نماز پڑھ بھی لیں وقت کے اوپر تو دوسرے دن تہجد کی نماز پر اثر پڑ جائے گا۔

.... **رمضان کے مہینے میں یہ مشاغل کرنا اس قسم کے یہ میرے نزدیک رمضان کے مقاصد سے متصادم ہے۔** اس سے ٹکرانے والی بات ہے۔ تو جو افطاریاں ہو چکیں پہلے ہفتے میں ہو گئیں آئندہ سے توبہ کریں اور مجالس نہ لگائیں گھروں میں۔ مجالس وہی ہیں جو ذکر الٰہی کی مجلسیں ہیں اور افطاری کی مجلسوں کو میں نے نہیں کبھی ذکر الٰہی کی مجلسوں میں تبدیل ہوتے دیکھا۔ پھر وہ سجاوٹ کی مجلسیں بن جاتی ہیں، اچھے کپڑے پہن کر عورتیں، بچے جاتے ہیں۔ وہاں خوب گپیں لگائی جاتی ہیں، کھانے کی تعریفیں ہوتی ہیں اور طرح طرح کی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور دوسرے دن اپنے تہجد کو ضائع کر دیتے ہیں اور پھر بے ضرورت باتیں بہت ہوتی ہیں"۔

(خطبه جمعه فرموده ۱۷/ جنورى ۱۹۹۷ء)

سحری و افطاری کو تربیت کیلئے استعمال کریں

(۳)...... حضور ایدہ اللہ نے فرمایا:۔

"دیکھو رمضان میں کیسے اعلیٰ اعلیٰ مواقع آپ کو نصیب ہوتے ہیں اور کس طرح روزمرہ آپ کی اولاد کی تربیت آپ کے لئے آسان ہو جاتی ہے۔ ایک ماحول بنا ہوا ہے، اٹھ رہے ہیں روزوں کے وقت، افطاری کے وقت اکٹھے ہو رہے ہیں اس وقت عام طور پر لوگ گپیں مار کے اپنا وقت ضائع کر دیتے ہیں۔ سحری کے وقت بھی میں نے دیکھا ہے یہ رجحان ہے کہ ہلکی پھلکی باتیں کر کے تو ہنسی مذاق یا دوسری باتوں میں سحری کے وقت کو ٹال دیتے ہیں اور ضائع کر دیتے ہیں۔ اسی طرح افطاری کا حال۔ تو میں آپ کو یہ سمجھانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو سکے سحری اور افطاری کو تربیت کے لئے استعمال کریں اور تربیت کے مضمون کی باتیں کیا کریں"۔

(خطبه جمعه فرموده ۱۷/ جنورى ۱۹۹۷ء)

Watch Huzur everyday on Intelsat
Zee Cards & Dec.
Rec. LNB Dish
are availabie
Zee TV Authorised Agent
>SUPER OFFER<
ASIA Net, APNA Tv.
Decoder is available: Just call or Fax
Saeed A.Khan
TEL: 0049 8257 1694
FAX: 0049 8257 928828

مکتوب آسٹریلیا

(چوہدری خالد سیف اللہ خان، نمائندہ الفضل انٹرنیشنل آسٹریلیا)

بچے کے وجود کی تعمیر میں ماں باپ دونوں کا حصہ برابر ہوتا ہے

بچہ پیدا ہوا تو گھر کی عورتوں نے اسے گھیر لیا اور اس کے ناک نقشہ پر تبصرے ہونے لگے۔ ایک نے کہا اس کی آنکھیں باپ کی ہیں۔ دوسری نے کہا اس کا ناک ماں کا ہے۔ تیسری بولی ماتھا بالکل دادی کا ہے۔ چوتھی نے کہا ٹھوڑی بالکل ماموں کی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایک عورت جو ذرا ہٹ کر بیٹھی ہوئی تھی پکاری کہ اس غریب کا اپنا بھی کچھ ہے یا سب کچھ مانگا تانگا ہی ہے۔

یہ لطیفہ عام سوچ کے مطابق ہے۔ عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ بچہ جینز (Genes) کا ایک سیٹ باپ سے لیتا ہے اور ایک سیٹ ماں سے اور پھر وہ دونوں آپس میں یوں گڈمڈ ہو جاتے ہیں کہ محض اتفاق سے وہ بعض کیریکٹر یا بناوٹ باپ کی طرف سے لے لیتا ہے اور بعض ماں کی طرف سے مثلاً جیسے یہ کہا جائے کہ بچہ نے حس مزاح ماں سے لی ہے اور پیشہ کا رجحان باپ سے۔

لیکن نئی تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ یہ محض اتفاق نہیں کہ بعض کیریکٹر باپ سے آتے ہیں اور بعض ماں کی طرف سے بلکہ انسانی وجود کے مخصوص اور معلوم حصے ہیں جو باپ یا ماں کی طرف سے بچہ کو ورثہ میں ملتے ہیں۔ مثلاً دماغ کا وہ حصہ جو ہمارے جذبات کو کنٹرول کرتا ہے وہ باپ کے جینز سے بنتا ہے اور دماغ کا وہ حصہ جس کا تعلق قوت فیصلہ اور ذہانت سے ہے وہ ماں کی طرف سے آتا ہے۔

کوئی دس سال تک جینز کے ماہرین کا خیال تھا کہ جینز بس جینز ہی ہوتے ہیں ان میں نر و مادہ کی تخصیص نہیں ہوتی لہذا وہ خواہ باپ کی طرف سے ہوں یا ماں کی طرف سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن یہ تصور اب باقی نہیں رہا۔ جینز میں بھی نر و مادہ کی تخصیص ہوتی ہے۔ اور ہر ایک کا جسم کی تخلیق میں ایک طے شدہ حصہ ہوتا ہے۔ یہ بات پہلے کیمبرج یونیورسٹی کے ڈاکٹر عظیم سورانی نے دریافت کی تھی۔ اور پھر دوسرے سائنس دانوں نے اس کی توثیق کی۔

ڈاکٹر عظیم سورانی نے اپنے تجربات دودھ پلانے والے جانوروں (Mammals) پر کئے۔ انہوں نے ایک انڈہ (Egg) مادہ کا لیا اور اس میں سے DNA حاصل کر کے اس میں سپرم سیلز (Sperm Cells) کے دو DNA ملائے لیکن باوجودیکہ جینز کا باہمی تناسب معمول کے مطابق تھا کچھ بھی حاصل نہ ہوا۔ پھر ڈاکٹر صاحب نے دو انڈوں کے DNA ایک ایسے انڈے میں داخل کئے جس کا اپنا DNA نکالا ہوا تھا۔ لیکن تب بھی بچہ نہ بنا۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ جینز کا باہمی تناسب اور تعداد وغیرہ درست ہونا ہی کافی نہیں بلکہ ان کا نصف نر سے اور نصف مادہ سے آنا بھی ضروری ہوتا ہے۔ بچہ کی نشوونما کے دوران ایسے مراحل آتے ہیں کہ ان کا آغاز کرنے کے لئے کبھی باپ کے جینز کی ضرورت پڑتی ہے اور کبھی ماں کے جینز کی۔ سائنس دان سمجھتے ہیں کہ اس تحقیق نے عورتوں کا پلہ مردوں سے بھاری کر دیا ہے اور آج وہ فخر سے یہ کہہ سکتی ہیں کہ بچہ کی جسمانی و ذہنی صلاحیتوں اور استعدادوں میں ماں کے جینز کا بھی اتنا ہی حصہ ہے جتنا باپ کا۔ چنانچہ بچہ ایک ایسے نطفہ سے پیدا ہوتا ہے جو ماں باپ کے پانی کے امتزاج سے بنتا ہے گویا وہ ایک ایسا بیج ہے جو دو بیجوں کے ملنے جلنے سے وجود میں آتا ہے اور ماں کا زائد کام یہ ہوتا ہے کہ وہ اس زمین یا کھیتی کے بھی کام کرتی ہے جس میں وہ ملا جلا بیج اگتا ہے۔

ریسرچر کہتے ہیں کہ اس کی ایک مثال یہ ہے کہ بچہ جس نالی کے ذریعہ اپنی ماں سے غذائیت اور آکسیجن حاصل کرتا ہے (Placenta) وہ باپ کے جینز سے نشوونما پاتی ہے۔ نر سے آنے والے جینز جارح (Aggressive) ہوتے ہیں اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ چھینا جھپٹی کر کے بچہ کے لئے جتنی غذا حاصل کرنی ممکن ہے وہ حاصل کر لی جائے۔ اس کے بالمقابل مادہ کے جینز میں صبر اور برداشت کا مادہ ہوتا ہے اور ان کی کوشش ہوتی ہے کہ نر جینز کی حرص کو حد اعتدال میں رکھیں تا ماں کا شوگر لیول حد سے نیچے نہ گر جائے۔

یہ تجربات فی الحال چوہوں پر کئے گئے ہیں اس لئے ماہرین انہیں انسانوں پر منطبق کرنے میں احتیاط سے کام لے رہے ہیں۔ (ماخوذ از رپورٹ Jerome Burne دی گارڈین ۔بحوالہ سڈنی ہیرلڈ ٦.٦.٩٧)

اگر مزید تحقیق کے نتیجہ میں یہ باتیں انسانوں پر بھی صادق آجائیں تو اس سے وقت کے ساتھ ساتھ انسانی سوچ اور سماجی مسائل میں کئی دوررس تبدیلیاں پیدا ہونگی۔ یہ خیال کہ بچہ کے لئے تخم صرف نر مہیا کرتا ہے اور مادہ صرف بطور زمین یا کھیتی کے ہوتی ہے غلط ثابت ہو جائے گا کیونکہ تخم یا بیج نر و مادہ دونوں کے پانی کے خلط ملط سے پیدا ہوتا ہے اور مادہ کا یہ کردار کہ وہ بطور قطعہ زمین کے پودے کو بڑھنے کے لئے قوت فراہم کرتی ہے ایک ضروری مگر زائد فعل کے طور پر ہے۔ قرآن کریم نے انسانی تخلیق میں عورت کے ان دونوں کرداروں کا ذکر فرمایا ہے۔ ایک جگہ فرمایا "نسائکم حرث لکم" (البقرہ : ٢٢٤) یعنی تمہاری بیویاں تمہارے لئے (ایک قسم کی) کھیتی ہیں۔ اور دوسری جگہ فرمایا "انا خلقنا الانسان من نطفة امشاج" (الدھر : ٣)۔ یعنی ہم نے انسان کو ایسے نطفہ سے پیدا کیا ہے جو ملا جلا ہے۔ اس میں ایک ایسے نطفہ کا ذکر ہے جو نر و مادہ دونوں کے پانیوں کے اختلاط سے وجود میں آتا ہے۔ صرف مرد کا نطفہ مراد نہیں۔ مشج عربی میں دو چیزوں یا رنگوں کے باہم ملنے کو کہتے ہیں۔ اور امشاج اس کی جمع ہے۔ اس لحاظ سے یہ تحقیق کہ ماں باپ دونوں ہونے والے بچہ کو تئیس (٢٣) تئیس (٢٣) کروموسوم مہیا کرتے ہیں اور دونوں کے جینز مل کر بچہ کی تخلیق کا باعث بنتے ہیں نہ صرف قرآن کے مطابق ہے بلکہ قرآن کریم کا ایک علمی اعجاز ہے۔

اس تحقیق سے ذات برادری کے مسئلہ پر بھی دلچسپ روشنی پڑتی ہے۔ اور اس سے ایک نئی سوچ ابھرتی ہے۔ وہ یہ کہ اگر بچہ میں ماں باپ دونوں کی طرف سے برابر کروموسوم اور جینز آتے ہیں اور اس میں باپ کا پلڑہ ماں سے بھاری نہیں تو ذات برادری صرف باپ کی طرف سے کیوں چلے، ماں کی طرف سے کیوں نہیں۔ ویسے اس طرح کی سوچ مغربی آسٹریلیا میں پہلے ہی پیدا ہو چکی ہے۔ میں نے جب بھی کسی سے پوچھا کہ آپ کے آباؤاجداد کس ملک سے آکر آسٹریلیا میں آباد ہوئے تھے تو اگرچہ میرے ذہن میں صرف باپ دادے کا اصل وطن پوچھنا ہی مقصود ہوتا تھا مگر مجھے ہمیشہ اس طرح کا جواب ملا ہے کہ میرا باپ سکاٹ لینڈ سے تھا اور ماں اٹلی سے۔ بلکہ اپنی دادی نانی کا بھی بتانا شروع کر دیتے کہ وہ فلاں فلاں ملک سے تھے۔ اس لحاظ سے تو تمام انسان ایک ایسے سمندر کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں جس میں سب دنیا کے پانی خلط ملط ہو چکے ہوں۔ اب ذرا اس میں کوئی مختلف براعظموں، ملکوں اور جزائر کے پانیوں کو الگ الگ کر کے دکھائے تو جانیں۔ گویا ذات پات قبیلے محض شناخت کے لئے رہ جاتے ہیں۔ اور ان کی یہی غرض قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے۔

وحدت انسانی کے سلسلہ میں ایک اہم ریسرچ کا ذکر بھی یہاں مناسب ہوگا۔ سائنس دانوں نے ١٩٨٧ء میں ایک تحقیق شائع کی تھی جس سے ثابت ہوا تھا کہ دنیا بھر میں جو مختلف رنگ و نسل کے لوگ پھیلے ہوئے ہیں ان میں ایک ایسا جین (Gene) مشترک ہے جو صرف ماں ہی بچے کو منتقل کر سکتی ہے۔ (یعنی Mitochondria) گویا تحقیق سے یہ تصور درست معلوم ہوتا ہے کہ تمام انسان ایک ہی ماں کی اولاد ہیں۔ سائنس دانوں نے بھی اس ماں کا نام Eve یعنی حوا رکھا ہے۔ اس تحقیق کے آٹھ سال بعد ١٩٩٥ء میں دنیا کی تین معروف یونیورسٹیوں (Yale, Harward, Chicago) نے (Y-Chromo-some) وائی کروموسوم کا تجزیہ کیا جو ان ٣٨ مردوں سے لئے گئے تھے جن کا تعلق مختلف قوموں اور نسلوں سے تھا۔ وائی کروموسوم وہ ہوتے ہیں جو جنین (Embryo) کو لڑکا بناتے ہیں۔ تینوں یونیورسٹیوں کی تحقیق نے ثابت کیا کہ اپنی ولدیت میں بھی سب انسان مشترک ہیں۔ لیکن اس بار اس جد امجد کا نام انہوں نے آدم نہیں رکھا۔ بلکہ یہ خیال ظاہر کیا کہ دنیا کے سب انسان شاید چند ہزار پر مشتمل ایک گروپ کی شاخیں در شاخیں ہیں جن میں باپ کی طرف سے ایک قدر مشترک تھی۔ پچھلی تحقیق کو موجودہ سے ملا کر اگر دیکھا جائے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ دنیا بھر کے انسان خواہ وہ کسی ذات پات یا ملک و قوم کے ہوں ان میں ماں باپ دونوں کی طرف سے ایک قدر مشترک ضرور موجود ہے۔ چنانچہ اخبار نے اس رپورٹ پر جو عنوان جمایا وہ تھا "We are all related" یعنی ہم سب انسان باہم رشتہ دار ہیں۔

(ماخوذ از واشنگٹن پوسٹ. لاس اینجلیز ٹائم. بحوالہ سڈنی مارننگ ہیرلڈ. ٢٧.٥.٩٥)

معلوم ہوتا ہے یہ قدر مشترک وہی ہے جس کا ذکر خدا نے یوں فرمایا کہ "اے لوگو اپنے رب کا تقویٰ اختیار کرو جس نے تمہیں ایک ہی جان (نفس واحدہ) سے پیدا کیا......" (النساء : ٢)۔

یہ جدید تحقیقات کئی پرانے تصورات پر کاری ضرب لگاتی ہیں۔ مثلاً یہ تصور کہ نسل صرف بیٹوں سے چلتی ہے بیٹیوں سے نہیں۔ اگر ماں باپ دونوں کی طرف سے جینز یکساں طور پر منتقل ہوتے ہیں تو ان کی نسبت بھی یکساں ہوئی۔ یوں مرد و عورت کی نسل لڑکے اور لڑکی اور ان کی اولادوں میں یکساں طور پر چلتی چلی جاتی ہیں۔ اور نسلی تعلق کے لحاظ سے بیٹے بیٹی اور پوتے نواسے میں کوئی فرق نہ رہا۔ لیکن ایشیائی اور افریقی ممالک میں کتنے لوگ ایسا سمجھتے ہیں!؟ ماں باپ دونوں کی طرف سے یکساں جین اولاد میں منتقل ہونے کی تھیوری نے رحمی تعلقات کی اہمیت بھی خوب اجاگر کی ہے۔ رشتہ دار باپ کی طرف سے ہوں یا ماں کی طرف سے دونوں کے ساتھ آپ کے جین یکساں طور پر مشترک ہوتے ہیں اور ان میں سے کسی کو اپنی زبان یا ہاتھ سے دکھ پہنچانا ایسے ہی ہے جیسے خود اپنے وجود کے ایک حصہ کو خارش کرتے کرتے زخمی کر دینا۔

الغرض صدیوں سے جو تصورات چلے آتے ہیں ان کا اگر جدید سائنسی انکشافات کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو کافی دلچسپ باتیں سامنے آسکتی ہیں۔ صلائے عام ہے یاران نکتہ دان کے لئے۔

☆......☆......☆

بقیہ: مختصرات از صفحہ اول

شکار ہیں۔ حضور انور نے فرمایا کہ مسلمان طلباء عراق، شام، ترکی اور سعودی عرب سے یہاں حصول علم کے لئے آتے ہیں۔ معلوم نہیں آپ کن طلباء کا ذکر کر رہے ہیں۔ اس پر سوال کرنے والے نے کہا کہ یہ مسلمان طلباء اسلام سے زیادہ واقف نہیں ہوتے اس لئے وہ اپنے آپ کو مسلمان ظاہر نہیں کرتے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ اس مغربی سوسائٹی کے زہر سے متاثر ہو کر وہ مغربی یونیورسٹیوں کے فیشن کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ☆...... سوئٹزرلینڈ سے آئے ہوئے ایک صاحب نے کہا کہ اگر وہاں کچھ لوگ احمدی ہو جائیں تو یہ لوگ پردے کے مسئلے کو کیسے حل کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ انہیں موجودہ آزادی اور بے راہ روی کے بد نتائج مثلاً Aids وغیرہ کے متعلق بتائیں اور سمجھائیں کہ یہ ایک بامقصد Segregation ہے۔ پردہ ایک باضابطہ زندگی گزارنے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اور زیادہ خوشی، وثوق اور وفاداری کی حالت رہتی ہے۔ زندگی راحت و آرام سے گزرتی ہے۔ خاندان اور گھر نہیں ٹوٹتے۔ یہ پردے کے شیریں ثمر ہیں۔ ☆...... ایک صاحب نے سوال کیا کہ فرعون کے دربار میں حضرت موسیٰ کے عصا پھینکنے کے بعد وہ جادوگر جو فرعون کے حامی تھے اس قدر اچانک اور سرعت کے ساتھ کس طرح بدل گئے اور حضرت موسیٰ اور رب موسیٰ پر ایمان لے آئے؟ حضور نے فرمایا یہ بہت اہم اور اچھا سوال آپ نے اٹھایا ہے۔ دراصل یہ ایک نفسیاتی مسئلہ ہے۔ جادوگر مسمریزم استعمال کر کے لوگوں کو دھوکہ دے رہے تھے۔ وہ جانتے تھے کہ وہ رسیوں اور سونٹوں کو نہیں بدل سکتے وہ صرف ایک Illusion پیدا کر رہے ہیں۔ حضرت موسیٰ بھی اس سے متأثر تھے اور بھاگنے لگے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ اپنا سونٹا زمین پر پھینک دے۔ اس سے وہ جادوگر سمجھ گئے کہ موسیٰ کے پیچھے خدا کی طاقت ہے۔ جس نے ہمارے دھوکے کو ملیامیٹ کر دیا ہے اور اسطرح سے یہ جادوگر حضرت موسیٰ پر ایمان لائے کہ فرعون اور اس کے انعامات کے وعدوں کو چھوڑ چھاڑ کر موسیٰ کے خدا کے ہو گئے۔ ☆...... اگلے ہزار سال میں چین کا دنیا کے معاملات میں کیا کردار ہوگا؟ حضور انور نے فرمایا چین کا رول اتنا اہم ہوگا کہ دنیا کا نقشہ بدل جائے گا۔ اس وقت مغربی اور مشرقی طاقتیں جاپان سمیت چین کی طرف مائل ہو رہی ہیں۔ چین کی بڑھتی ہوئی معاشی خوشحالی اور صنعت تمام ممالک کو اپنی طرف کھینچ رہی ہیں۔ چین نیوکلیئر اٹامک انرجی پر بھی قابو پا چکا ہے اور ہر طرح سے ایک عظیم طاقت کے طور پر ابھر رہا ہے۔ آئین سٹائن سے کسی نے پوچھا کہ تیسری جنگ عظیم کے بعد کیا ہوگا۔ تو انہوں نے کہا کہ اس کا تو مجھے پتہ نہیں لیکن چوتھی جنگ عظیم صرف ڈنڈوں اور سونٹوں سے لڑی جائے گی۔ حضور انور نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ تیسری جنگ عظیم کے بعد اسلام کا غلبہ لابدی ہے۔

☆...... کسی نے دوسرے خطبہ جمعہ سے پہلے چند لحات کے لئے امام کے بیٹھنے کی وجہ دریافت کی۔ حضور انور نے فرمایا: سنت نبوی ﷺ ہے جسے حضرت عمر بن عبدالعزیز نے احادیث کی روشنی میں جاری فرمایا۔ ☆...... آخر پر حضور انور نے فرنچ خاتون سلیمہ آلو آشے کی انگریزی زبان میں ترقی کرنے پر خراج تحسین پیش فرمایا اور فرمایا کہ وہ اردو بھی جلدی جلدی سیکھ رہی ہیں۔ ☆...... فرانس کے معاشی حالات اور Unemployment کے بارے میں بھی سوال کیا گیا۔ (ا۔ م۔ چ)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے ایک بار فرمایا کہ جموں کا رئیس بیمار تھا- جب دواؤں سے افاقہ نہ ہوا تو وہ فقراء کی طرف متوجہ ہوا- ہندو فقراء سے فائدہ نہ ہوا تو مسلمان فقراء کی طرف توجہ کی اور ان سب کو بڑا روپیہ دیا، میرے ایک دوست نے بتایا کہ ۳ لاکھ تو خرچ ہو چکا ہے- اب ایک فقیر جسے بلانے کے لئے آدمی گیا...... مگر اس کا خط آیا- اس میں لکھا تھا کہ میرا کام تو دعا کرنا ہے اور دعا جیسی لدھیانہ میں ہو سکتی ہے ویسی کشمیر میں- دونوں جگہ کا خدا ایک ہے- ہاں اگر آپ کا رعایا سے سلوک نہیں تو اس کے افراد بددعائیں دے رہے ہوں گے تو میں ایک دعا کرنے والا کیا کر سکتا ہوں- باقی رہے روپے تو جب آپ نے فقیر سمجھا ہے تو پھر غنی نہیں ہو سکتا- اس آفیسر نے کہا کہ میں نے ایسا آدمی ہندوؤں میں دیکھا ہے نہ مسلمانوں میں- میں نے (کہا) سردار صاحب ایسے آدمیوں کے ساتھ رشتہ ہو تو پھر کیا بات ہے-

یہ بزرگ تھے حضرت صوفی احمد جان صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی صاحبزادی حضرت سیدہ صغریٰ بیگم صاحبہ حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے عقد میں آئیں- حضرت صوفی صاحبؓ لدھیانہ کے ایک مشہور صوفی بزرگ تھے اور آپؓ کو مجمع فیوض سبحانی، منبع علوم روحانی، قدوۃ الواصلین، زبدۃ المتقین، صوفی باصفا زاہد اتقی، فیاض زمان مسیحائے دوراں کے خطابات سے یاد کیا جاتا تھا- آپکے بارے میں ایک تفصیلی مضمون مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب کے قلم سے ماہنامہ "انصار اللہ" جولائی ۹۷ء کی زینت ہے- چونکہ آپؓ کا ذکر خیر قبل ازیں الفضل انٹرنیشنل ۱۶ر مئی ۹۷ء کے اسی کالم میں ایک اور مضمون کے حوالے سے بھی ہو چکا ہے اسلئے ذیل میں صرف انہیں امور کا تذکرہ کیا جا رہا ہے جو سابقہ مضمون سے اضافہ ہیں-

حضرت صوفی صاحبؓ بیان فرماتے ہیں کہ آپؓ کو آٹھ نو برس کی عمر سے طلب خدا اور یاد الٰہی کا شوق تھا- اس مقصد کے لئے جگہ جگہ گھومے، جہاں کسی بزرگ کا سنا وہاں پہنچے، خلوت و تنہائی میں گریہ وزاری کی- حتیٰ کہ ۴۰ برس تک عالم تجرید میں بزرگوں کی خدمت کرتے رہے پھر ایک بزرگ کی اجازت سے لدھیانہ میں ڈیرہ لگایا اور صدہا طالبان خدا کے لئے ہدایت کا راستہ جاری کیا- حضرت مسیح موعودؑ سے آپؓ کا تعارف اس وقت ہوا جب 'براہین احمدیہ' کے پہلے تین حصے شائع ہوئے تھے- آپؓ نے کتاب پر ایک مفصل ریویو میں بڑے دلآویز الفاظ میں اپنے تاثرات کو بیان فرمایا اور حضرت اقدسؑ کے بارے میں فرمایا:

سب مریضوں کی ہے تمہی پہ نگاہ
تم مسیحا بنو خدا کے لئے

آپؓ نے حضرت اقدسؑ کو مجدد وقت اور طالبان سلوک کیلئے کبریت احمر اور سنگدلوں کے واسطے پارس اور تاریک باطنوں کے واسطے آفتاب اور گمراہوں کے لئے خضر اور منکرین اسلام کے لئے سیف قاطع اور حجۃ البالغۃ قرار دیا- آپؓ کا حضرت مسیح موعودؑ سے گہرا تعلق ارادت و محبت رہا اور آپؓ کی روحانی اور دوربین نگاہ نے بھانپ لیا کہ یہی وہ وجود ہے جو تجدید و احیائے دین کے لئے مامور کیا گیا ہے- اس کے بعد اگر کوئی آپؓ کے پاس مرید ہونے کے لئے آتا تو آپؓ فرماتے "سورج نکل آیا ہے اب تاروں کی ضرورت نہیں، جاؤ حضرت صاحبؑ کی بیعت کرو"-

جب حضور علیہ السلام نے حضرت صوفی صاحبؓ سمیت بعض ارادتمندوں کے اصرار پر ۱۸۸۴ء میں لدھیانہ کا سفر اختیار فرمایا تو یہ حضورؑ کی حضرت صوفی صاحب کے ساتھ پہلی ملاقات تھی لیکن حضرت صوفی صاحبؓ نے اپنے مریدوں سے کہا ہوا تھا کہ حدیث میں مامور زمانہ کا حلیہ موجود ہے اسلئے میں آپؑ کو از خود پہچان لوں گا- چنانچہ جب آپ استقبال کے لئے لدھیانہ سٹیشن پر کھڑے تھے تو حضرت اقدسؑ پر نظر پڑتے ہی بے اختیار فرمایا "ھٰذا لیس وجہ کاذب" یعنی یہ جھوٹے شخص کا چہرہ نہیں-

حضورؑ کے قیام لدھیانہ کے دوران آپؓ کو حضورؑ کی مہمان نوازی کا شرف بھی حاصل ہوا- آپؓ حضورؑ کی مجالس عرفان میں نہایت اخلاص و ارادت کے ساتھ دو زانو ہو کر باادب بیٹھتے اور عقیدتمند مریدوں کی طرح حضورؑ سے فیض حاصل کرتے- اسی دوران حضرت صوفی صاحبؓ نے حضور علیہ السلام کے ارشاد کی روشنی میں اپنے عقیدہ "علم توجہ" سے بھی توبہ کر لی جس کے بارے میں آپؓ ایک کتاب "طب روحانی" شائع فرما چکے تھے اور مزید دو کتب کا مسودہ تیار تھا جو ضائع کر دیا- آپؓ نے اپنے مریدوں میں بھی یہ اشتہار بھی دیا کہ علم توجہ اسلام سے مخصوص نہیں ہے اور کوئی مرید اسے اسلام کا جزو سمجھ کر استعمال نہ کرے-

۱۸۸۵ء میں حضرت صوفی صاحب حج کے لئے تشریف لے گئے تو اس موقعہ پر حضورؑ نے آپ کو ایک دعا لکھ کر دی جو حسب ارشاد آپؓ نے باآواز بلند وہاں پڑھی- اس سفر سے واپسی کے دوران ہی آپؓ بیمار ہو گئے اور لدھیانہ پہنچ کر چند ہی روز بعد ۲۷ دسمبر ۱۸۸۵ء کو آپکی وفات ہو گئی- حضورؑ نے قادیان میں نماز جنازہ غائب پڑھی اور تعزیت کے لئے لدھیانہ تشریف لے گئے-

۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء کو حضورؑ نے پہلی بیعت کیلئے حضرت صوفی صاحبؓ کے مکان میں ایک کچی کوٹھڑی کو شرف بخشا جسے بعد ازاں آپؓ کے صاحبزدگان نے جماعت کو ہبہ کر دیا اور جماعت نے ایک خوبصورت مسجد اور لائبریری وہاں تعمیر کروائی- ۴۷ء کے فسادات میں یہ تاریخی یادگار جماعت سے چھن گئی- اگرچہ حضرت صوفی صاحبؓ کو ظاہری بیعت کا موقعہ نہ مل سکا لیکن حضورؑ نے آپؓ کا نام اپنے صحابہ خاص (۳۱۳) میں شامل فرمایا- آپؓ ہی کے گھر حضورؑ نے اپنی کتاب "ازالہ اوہام" تصنیف فرمائی جس میں آپؓ کا نہایت محبت سے ذکر فرمایا-

عورتوں میں سب سے پہلے بیعت کی سعادت حضرت صوفی صاحبؓ کی صاحبزادی حضرت صغریٰ بیگم صاحبہؓ کو حاصل ہوئی تھی جن کی شادی ابتداء ۱۸۸۹ء میں حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ سے ہوئی تھی- بعد ازاں ان ہی کی صاحبزادی حضرت سیدہ امۃ الحیٔ بیگم صاحبہ حضرت مصلح موعودؓ کے عقد میں آئیں اس طرح حضرت صوفی صاحبؓ کا روحانی تعلق کے ساتھ ساتھ ظاہری تعلق بھی اپنی نواسی کے ذریعے حضرت مسیح موعودؑ سے قائم ہو گیا-

-......☆......☆......☆......-

محترم مولانا احمد رشید صاحب

ہفت روزہ "بدر" قادیان ۲ر اکتوبر ۹۷ء میں جید عالم اور نہایت کامیاب مبلغ محترم مولانا احمد رشید صاحب کی رحلت کی خبر شائع ہوئی ہے- آپ ۱۴ر اگست ۹۷ء کو بعمر ۸۲ سال وفات پا گئے- مرحوم نے ابتدائی تعلیم کے بعد دارالعلوم عربک کالج میں اور عمر آباد دارالسلام عربک کالج میں دینی تعلیم حاصل کی اور ۳۷ء میں افضل العلماء کی ڈگری حاصل کی- خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کی تصنیف "آئینہ کمالات اسلام" کے عربی حصہ کے مطالعہ کے نتیجے میں مرحوم کو قبول احمدیت کی توفیق عطا فرمائی- آپ تین سال تک بطور مبلغ خدمات بجالانے کے بعد مزید تعلیم کے لئے قادیان تشریف لے گئے جہاں احمدیہ مسائل اور اردو زبان پر عبور حاصل کر کے بطور مبلغ کیرلہ تشریف لے گئے جہاں ۶۵ء تک مقیم رہے- عربی زبان پر آپ کو عبور حاصل تھا اور آپ نے عربی میں کئی مضامین رقم کئے اور اشعار بھی کہے- کئی جماعتوں کا قیام آپ کی کوششوں سے عمل میں آیا- ایک مختصر عرصہ کے لئے جامعہ احمدیہ میں بطور مدرس بھی خدمات انجام دیں- آخری عمر میں آپ کو حضرت اقدسؑ کی بعض کتب کا مالایالم زبان میں ترجمہ کرنے کی بھی توفیق عطا ہوئی- آپ ایک کامیاب ہومیوپیتھ بھی تھے- اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے-

-......☆......☆......☆......-

حضرت میاں محمد خانصاحبؓ کپور تھلوی

حضرت مسیح موعودؑ کے کپور تھلہ سے تعلق رکھنے والے سترہ اصحاب میں ایک حضرت میاں محمد خانصاحبؓ بھی تھے- آپ لدھیانہ میں پہلی بیعت کے موقعہ پر بیعت سے مشرف ہوئے اور پھر کئی سفروں میں حضورؑ کے ہم سفر بھی ہوئے اور حضورؑ کے کلمات طیبات قلمبند کرنے کی سعادت بھی آپؓ کو حاصل ہوتی رہی- حضرت اقدسؑ نے آپؓ کے بارے میں فرمایا "حبی فی اللہ میاں محمد خاں صاحب ریاست کپور تھلہ میں نوکر ہیں- نہایت درجہ کے غریب الطبع، صاف باطن، دقیق فہم، حق پسند ہیں اور جس قدر انہیں میری نسبت عقیدت و ارادت و محبت و نیک ظن ہے میں اس کا اندازہ نہیں کر سکتا...... وہ سچے وفادار اور جان نثار اور مستقیم الاحوال ہیں- خدا ان کے ساتھ ہو"-

حضرت میاں محمد خان صاحبؓ ریاست کپور تھلہ کے افسر بگھی خانہ یعنی سرکاری اصطبل کے انچارج تھے اور تین چار سو آدمی ان کے ماتحت تھے- آپؓ کو بھی دیگر احباب کپور تھلہ کے ساتھ "براہین احمدیہ" کی تصنیف کے زمانہ سے حضرت اقدسؑ کے ساتھ تعلق پیدا ہو گیا تھا- جب حضورؑ کو بیعت لینے کا اذن ہوا تو حضورؑ نے آپؓ کو بھی خط لکھا اور آپؓ اس قافلہ میں شامل تھے جس نے کپور تھلہ سے لدھیانہ پہنچ کر حضرت اقدسؑ کی دستی بیعت کا شرف حاصل کیا-

حضرت میاں محمد خاں صاحبؓ کی وفات یکم جنوری ۱۹۰۴ء کو ہوئی- حضرت مسیح موعودؑ کے ساتھ آپؓ کا ایسا تعلق محبت و فدائیت تھا کہ حضورؑ کو آپؓ کی وفات کا الہام ہوا "اہل بیت میں سے کسی شخص کی وفات ہوئی ہے"- نیز یہ الہام بھی ہوا "اولاد کے ساتھ نرم سلوک کیا جائے گا"- اس الہام کے مطابق حضرت خان صاحبؓ کی وفات کے بعد آپؓ کے فرزند افسر بگھی خانہ مقرر ہوئے اور ترقی کرتے کرتے ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ہو کر پنشن پائی-

ایک بار حضرت حکیم مولانا نورالدین صاحبؓ نے بعض دوستوں کو غالباً کسی غفلت پر کچھ تنبیہ کے الفاظ تحریر فرمائے جن کو حضرت خان صاحبؓ نے اپنے متعلق گمان کیا- جب یہ بات حضرت اقدسؑ تک پہنچی تو حضورؑ نے اپنے دست مبارک سے آپؓ کو وہ خط لکھا جس کا ایک ایک لفظ حضرت میاں محمد خانصاحبؓ اور دیگر اصحاب کپور تھلہ کی محبت میں ڈوبا ہوا ہے- حضورؑ نے فرمایا "...... آپ دلی دوست اور مخلص ہیں اور میں آپ کو اور اپنی تمام اس مخلص جماعت کو ایک وفادار اور صادق گروہ یقین رکھتا ہوں اور مجھے آپ سے اور منشی اروڑا صاحب اور دوسرے کپور تھلہ کے دوستوں سے دلی محبت ہے پھر کیونکر ہو کہ ایسی جماعت کی نسبت کوئی ناگوار کلمہ منہ سے نکلے- میں امید کرتا ہوں کہ آپ لوگ اس دنیا اور آخرت میں خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے میرے ساتھ ہوں گے اور آپ ان دوستوں میں سے ہیں جو بہت ہی کم ہیں- آپ نے دلی محبت سے ساتھ دیا اور ہر ایک موقعہ پر صدق دکھلایا پھر کیونکر فراموش ہو سکتے ہیں......"-

حضرت مسیح موعودؑ کے پہلے فرزند بشیر اول وفات پا گئے جنہیں حضورؑ نے اجتہاداً پسر موعود اور پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھا تھا تو بعد میں حضورؑ نے اپنے ایک مکتوب میں یوں تحریر فرمایا "...... بشیر درحقیقت ایک شفیع کی طرح پیدا ہوا اور اس کی موت ان سچے مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہے جن کو اس کے مرنے پر محض للہ غم ہوا- یہاں تک کہ بعض نے کہا کہ ہماری ساری اولاد مر جاتی اور بشیر جیتا رہتا تو ہمیں کچھ رنج نہ تھا......"- ایسا اخلاص کا اظہار کرنے والے حضرت منشی محمد خانصاحبؓ تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ ہمیشہ آپؓ کے اس اخلاص پر رشک فرمایا کرتے تھے-

حضرت میاں محمد خانصاحبؓ شعر بھی کہتے تھے- حضرت مسیح موعودؑ کی مدح میں آپؓ کی ایک نظم سے چند اشعار ملاحظہ فرمائیں:

زمینِ دل پڑی تھی مردہ ساری
تو آیا مثل بارانِ بہاری
تو آیا ہے بعینہ انتظاری
دلوں کو لگ رہی تھی بے قراری
دکھایا زور وہ تیرے قلم نے
جھکائے سر عرب نے اور عجم نے
فصاحت ہاتھ تیرے چومتی ہے
بلاغت مست ہو ہو جھومتی ہے
بچا جس کے لئے تو نے دعا کی
ہوا برباد جس کو بد دعا دی
الٰہی اس کے سب مقصد بر آئیں
الٰہی ان کی پوری ہوں دعائیں

عبداللہ آتھم کی پیشگوئی کی میعاد جب ختم ہوئی اور اس نے رجوع بحق ہو کر خود کو بچا لیا تو حضرت منشی اروڑا خانصاحبؓ نے اسی وقت مسجد مبارک قادیان میں مقیم بعض دوستوں سے جن میں حضرت محمد خان صاحبؓ بھی شامل تھے ۳۰، ۳۵ روپے جمع کر کے حضورؑ کی خدمت میں پیش کئے تاکہ اس خبر کے بارے میں اشتہار شائع ہو تو خرچ میں شامل کر دیئے جائیں-

حضرت مصلح موعودؓ، حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ اور حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ نے جہاں بھی احباب کپور تھلہ کا ذکر فرمایا تو حضرت میاں محمد خان صاحب کے اخلاص و محبت اور وفاداری کا بھی ذکر کیا ہے- حضرت خانصاحبؓ کی سیرت کے بارے میں ایک مضمون محترم نصر اللہ خاں ناصر صاحب کے قلم سے ماہنامہ "انصار اللہ" اگست ۹۷ء میں شامل اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

MTV Muslim Ahmadiyya

Muslim Television Ahmadiyya Programme Schedule for Transmission

2/1/98 - 8/1/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced After Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone or fax +44 181 874 8344

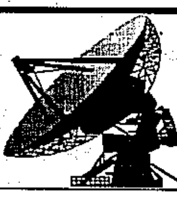

Friday 2nd January 1998
3 Ramadhan

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner:Correct Pronunciation of the Holy Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Dars ul Quran (no2) by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998 (R)
03.45	Urdu Class
05.00	Homoeopathy Class with Huzoor(R)
06.05	Tilawat,Darsul-Hadith, News
06.30	Children's Corner :Correct Pronunciation of the Holy Quran
07.00	Pushto Programme -
08.00	Kalaam-e-Shair bazabane Shair
09.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
10.00	Urdu Class
11.00	Computers for everyone part 40
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.30	Darood Shareef and Nazm
13.00	Friday Sermon by Hadhrat Khalifatul Masih IV, Fazl Mosque' London, UK
14.00	Bengali Programme
14.30	Rencontre Avec Les Francophones - Huzoor's Mulaqat with French Speaking Friends
15.30	Friday Sermon By Huzoor (R)
17.00	Liqaa Ma'al Arab (N)
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1) MTA Special 'Ramadhan' 2) Willkommen in Deutschland 'Ein Bergtour'
20.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor
21.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan
21.30	Friday Sermon by Huzoor (R)
22.45	Rencontre Avec Les Francophones - Huzoor's Mulaqat with French Speaking Friends.

Saturday 3rd January 1998
4 Ramadhan

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner -Mulaqat With Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.0	MTA USA Production: 1) Interview with Dr Charles T Velter
03.00	Urdu Class (R)
04.00	Computers for everyone part 40
05.00	Rencontre Avec Les Francophones - Mulaqat with Huzoor with French Speaking Friends
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00	Saraiki Programme
08.00	Medical Matters with Dr Mujeeb-ul-Haq Khan -(R)
08.45	Liqaa Ma'al Arab
09.45	Urdu Class
11.00	MTA Variety: 'Ramadhan aur Insaan' Speech by Abdul Salaam Tahir
11.30	LIVE Dars ul Quran (No 4) by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
13.00	Tilawat, News
13.30	Indonesian Hour: Dialogue with Al Boshoir
14.15	Bengali Programme
15.00	Children's Mulaqat with Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Arabic Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class (N)
19.30	German Service: 1) Nazm 2) Sport 'Kabadi' 2) Der Diskussionskreis 'Kindererziehung'
20.30	'Aap Ka Khat Mila' with Syed Naseer Shah Sahib and Mubarak Zafar sahib
21.00	Darsul Quran (No4) by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
22.45	Children's Mulaqat with Huzoor

Sunday 4th January 1998
5 Ramadhan

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner: Educational Programme, Waqfeen-e-nau
01.00	Liqaa Ma'al Arab
02.00	Darsul Quran (No4) by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
03.45	Urdu Class
05.00	Children's Mulaqat with Huzoor
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30	Children's Corner : Educatinal Programme, Waqfeen-e-Nau
07.00	Friday Sermon By Huzoor - Rec. 2.1.98
08.00	Interview Maulana Mohammed Ahmad Jalil (Mufti Silsila, Former Professor Jamia Ahmadiyya)
09.00	Liqaa Ma'al Arab -(R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	'Aap Ka Khat Mila' with Syed Naseer Shah Sahib and Mubarak Zafar Sahib
11.30	LIVE Dars ul Quran (No 5) by Huzoor - Fazl Mosque UK -
13.05	Tilawat, News
13.30	Indonesian Hour: Friday Sermon
14.30	Bengali Programme
15.00	Mulaqat with Huzoor with English speaking friends
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	Albanian Programme
18.05	Tilawat , Dars Malfoozat
18.30	Urdu Cl[illegible] (N)
19.30	German Service: 1)Physik 'Krafte' 2) Kindersendubg mit Ameer Sahib
20.30	Children's Corner Kudak no13
21.00	Darsul Quran (No5) by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
22.45	Mulaqat with Huzoor English Speaking Friends

Monday 5th January [illegible]8
6 Ramadhan

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner Kudak No 13
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Darsul Quran (No5) by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
03.45	Urdu Class (R)
05.00	Mulaqat With Huzoor with English Speaking friends(R)
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner Kudak No 13
07.00	Speech 'Dua' by Maulana Sultan Mahmood Anwar
08.00	MTA Variety - Quiz on 'Maghfirat'
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Sports: Football Final, Rabwah VS Rawalpindi on the occasion of 2nd Sports Ralley Atfal ul Ahmadiyya Pakistan
11.30	LIVE Dars ul Quran (No 6) by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
13.05	Tilawat, News
13.30	Indonesian Hour: 1) Dars Quran, 'Al Fatiha' - Part 1
14.15	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class With Huzoor
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Turkish Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1) Begegnung mit Ameer Hazoor I 2) MTA Special 'Ramadhan'
20.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor
21.00	Dars ul Quran (No 6) by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
22.45	Homoeopathy Class

Tuesday 6th January 1998
7 Ramadhan

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Dars ul Quran (No 6) by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
03.45	Urdu Class (R)
05.00	Homoeopathy Class
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat With Huzoor (R)
07.00	Pushto Programme
08.00	Islamic Teachings- Rohani Khazaine
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class (R)
11.00	Medical Matters: 'Structure of Heart', Guest: Dr Masood ul Hasan Noori (Heart Specialist), Host: Dr Saqib Sami
11.30	Dars ul Quran (No 7) by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
13.05	Tilawat, News
13.30	Indonesian Hour: Friday Sermon
14.15	Bengali Programme
15.00	Mulaqat with Huzoor (N)
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Norwegian Programme
18.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
18.30	Urdu Class (N)
19.30	German Service: 1) Mathematik 2) Lies Mal !! 3) Rechtstip
20.30	Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran
21.00	Dars ul Quran (No 7) by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
22.45	Mulaqat with Huzoor (R)

Wednesday 7th January 1998
8 Ramadhan

00.05	Tilawat, Seerat-un-Nabi, News
00.30	Children's Corner : Correct Pronunciation of the Holy Quran
01.00	Liqaa Ma'al Arab - (R)
02.00	Dars ul Quran (No 7) by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
03.45	Urdu Class (R)
05.00	Mulaqat with Hazoor (R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.30	Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran
07.00	Swahili Programme
08.00	Around The Globe - Hamari Kaenat
09.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class
11.00	Roshni Da Safar
11.30	LIVE Dars ul Quran (No 8) by Huzoor - Fazl Mosque UK
13.00	Tilawat, News
13.30	Indonesian Hour: What's Ahamadiyyat
14.15	Bengali Programme
15.00	Mulaqat with Hazoor (R)
16.00	Liqaa Ma'al Arab
17.00	French Programme
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1) Der weg zum Islam V 2) 2) IQ
20.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor
21.00	Dars ul Quran (No 8) by Huzoor - Fazl Mosque UK (R)
22.45	Mulaqat with Huzoor (R)

Thursday 8th January 1998
9 Ramadhan

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor (R)
01.00	Liqaa Ma'al Arab (R)
02.00	Dars ul Quran (No 8) by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
03.45	Urdu Class (R)
05.00	Mulaqat with Huzoor
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.30	Children's Corner - Mulaqat with Huzoor(R)
07.00	Sindhi Programme. - Translation of Friday Sermon
08.00	Mukarram Chaudhry Shabir Ahmad se guftugu
08.55	Liqaa Ma'al Arab (R)
10.00	Urdu Class
11.00	MTA Variety: Jamaat e Ahmadiyya ke Akhbaraat aur rasa'al
11.30	LIVE Dars ul Quran (No 9) by Huzoor - Fazl Mosque UK - 1998
13.00	Tilawat, News
13.30	Indonesian Hour: Darsul Quran
14.15	Bengali Programme
15.00	Homoeopathy Class
16.00	Liqaa Ma'al Arab - (N)
17.00	Russian Programme
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
18.30	Urdu Class
19.30	German Service: 1) Rush Rush 2) MTA Vatie'te 'Ramadhan' 3) Rechtsip
20.30	Children's Corner: Correct Pronunciation of the Holy Quran
21.00	Darsul Quran (No1) by Huzoor - Fazl Mosque UK -1998 (R)
22.30	MTA Variety : Kalaam-e-Shair bezabane shaair
23.00	Homoeopathy Class

Al Fazl International Weekly, London
16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)
ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095
Vol. 5 Friday, January 2, 1998 No. 1

حاصل مطالعہ

(دوست محمد شاہد۔ مؤرخ احمدیت)

"پچاسویں سالگرہ پر قائداعظم کا اپنے مزار سے خطاب"

پاکستان کے شہرت یافتہ اور ممتاز پارسی کالم نویس جناب اردشیر کاؤس جی کا ایک قلمی شہ پارہ جس کے ایک ایک لفظ پر تاریخ پاکستان کی مہر تصدیق ثبت ہے۔ اور جو پاکستان کے حکمرانوں اور عوام دونوں کے لئے لمحہ فکریہ کی حیثیت رکھتا ہے ہدیہ قارئین ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"جناح نے کہا کہ ان کے پاکستان میں کوئی قوم اکثریت میں ہوگی اور نہ اقلیت میں۔ سب لوگ پاکستان کے عوام ہوں گے۔ ہندوستان آزادی کے حصول میں اسلئے ناکام رہا تھا کیونکہ یہ ملک ذات پات میں منقسم تھا۔ اگر ہندوستان کے سب عوام کے اجسام اور روحیں یک جان و متحد ہوتیں تو انہیں اتنے طویل عرصے تک غلام نہ رکھا جا سکتا۔ نئی قوم کے نئے پاکستانیوں کو ماضی کی ان بے وقوفیوں سے سبق حاصل کرنا چاہئے۔ جن سے برصغیر کی تفریق اور تقسیم عمل میں آئی۔ اس کے بعد ان کی تقریر اپنے مرکزی نکتے کی طرف بڑھی۔ اس نکتے نے ہی اس تقریر کو فرمان امروز کا درجہ دیا۔ اپنے عوام سے انہوں نے کہا:

"آج آپ آزاد ہیں، آپ اپنی مسجدوں میں جانے کے لئے آزاد ہیں، اپنے مندروں میں جانے کے لئے آزاد ہیں۔ پاکستان میں جہاں کسی کی عبادتگاہ ہے۔ وہ وہاں جانے کے لئے آزاد ہے۔ آپ کا تعلق خواہ جس مذہب، عقیدے اور فرقے سے ہو...... اس کا واسطہ ریاست کے امور سے نہیں ہے"۔ انہوں نے اپنی مقننہ سے کہا "اس نصب العین کو اپنے سامنے رکھو"۔

انصاف اور مساوات جناح کے رہنما اصول تھے۔ یہ ان کی اخلاقیات کے بنیادی نکات تھے۔ انہوں نے تلقین کی کہ مقننہ بھی اخلاقیات کے یہ بنیادی نکتے اختیار کرے اور ان پر عمل کرے۔

محمد علی جناح اس تقریر کے بعد صرف گیارہ ماہ زندہ رہے۔ وہ ٹی بی کے موذی مرض میں مبتلا تھے اور آہستہ آہستہ موت کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اس تمام عرصے میں انہوں نے پوری کوشش کی کہ انہوں نے جو ملک تشکیل دیا تھا اسی میں ایسے مضبوط و مستحکم اداروں کی بنیاد رکھ دی جائے جو ہمیشہ قائم رہیں۔ لیکن وہ کامیاب نہ ہوئے۔ اولاً اداروں کی تشکیل کے لئے انہیں مناسب وقت نہیں ملا تھا۔ ثانیاً ان کے بعد آنے والے سیاستدانوں میں جناح کے اوصاف کا فقدان تھا۔ ان کے ساتھ جو معاونین تھے اور وہ لوگ جو ان کے بعد منظر سیاست پر طلوع ہوئے وہ ان جیسے نہیں تھے۔ ان لوگوں کے اذہان میں مستقبل کا کوئی وژن نہیں تھا۔ انہیں خداوند کریم نے جذبے سے یکسر محروم رکھا تھا۔ ان لوگوں نے وہ تمام کام کئے جن کو جناح نے ممنوع قرار دیا تھا۔ جناح نے اپنی چھٹی حس سے یہ پیشگوئی کی تھی کہ مستقبل میں یہاں جو حکومت بھی آئے گی وہ سابقہ حکومت سے بہتر نہیں بلکہ بدتر ہوگی۔

صدر فاروق احمد خان لغاری اور وزیر اعظم نواز شریف نے اعلان کیا تھا کہ اس برس ۱۴/اگست کو وہ قوم کو مزار قائداعظم سے خطاب کریں گے۔ یہ مزار اب تحرک و تحریک سے محروم ایک مقدس مزار ہے۔ تاہم اس کے گرد سخت حفاظتی انتظامات ضروری ہیں اور کراچی میں بدامنی کا دور دورہ ہے۔ اس لئے اب انہوں نے اپنا پروگرام تبدیل کر دیا ہے۔ اب وہ ہوائی جہاز سے کراچی میں اتریں گے اور جلدی جلدی "فاتحہ خوانی" کر کے واپس پرواز کر جائیں گے۔ اس موقع پر شاید وہ جناح سے معافی کے خواستگار بھی ہوں۔ لیکن بانی پاکستان انہیں اپنے مزار کی گہرائیوں سے جو کچھ کہیں گے وہ اس پر بالکل کان نہیں دھریں گے۔ بانی پاکستان محمد علی جناح ان سے کہیں گے:

"ان سب لوگوں نے جنہوں نے اس ملک پر حکمرانی کی اور پاکستان کی عنان اقتدار ہاتھ میں لی، اجتماعی طور پر اور عیاشیانہ اور فاسقانہ انداز میں اپنے عوام کے اعتقاد و اعتماد کو شکستہ کیا ہے۔ تم نے عوام سے غداری کی، میرے ساتھ بے وفائی کی، اب مجھے نہ تو حیرانی ہے اور نہ پریشانی ہے۔ میں نے تو بہت عرصہ پہلے تمہاری ذہانت کا اندازہ لگا لیا تھا (پیچھے مڑ کر دیکھتا ہوں تو میں محسوس کرتا ہوں کہ یہ اندازہ کتنا درست تھا۔) مجھے اس خیال پر پہلے یقین نہیں آتا تھا اور اس عدم یقینی کا نتیجہ ہی تھا کہ میں نے ابتدا میں متحدہ ہندوستان کی جو حمایت کی تھی بعد میں اس حمایت کے مؤقف کو مسترد کر دیا اور تمہارے لئے ایک علیحدہ قومیت کا تصور ابھارا اور ایک الگ خطہ زمین حاصل کرنے کی جدوجہد شروع کر دی تاکہ تم یہاں تربیت حاصل کر سکو۔ بلکہ ترقی بھی کرو اور ایسا ملک تعمیر کرو جسے تمہاری اولادیں بڑے فخر سے اپنا وطن کہیں۔ میری عمر نے یاوری نہ کی لیکن دستیاب حالات اور محدود زندگی کے باوجود مجھ سے جو کچھ ہو سکا وہ میں نے سرانجام دیا۔

اب اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا کہ میں تمہاری غلطیوں اور بداعمالیوں کا شمار کروں، تمہارے دانستہ اور غیر دانستہ گناہ گنواؤں یا ان نقصانات عظیم کا تذکرہ کروں جو تم نے اس ملک کو پہنچائے۔ کائنات کے سب سے بڑے جج نے مجھے تو بہت عرصہ پہلے معاف کر دیا تھا۔ اب میرے دوام کا انحصار میری کامیابیوں پر ہے لیکن تمہیں جو فرض تفویض ہوا تھا وہ ادا نہیں ہوا اور تم ناکام ہو گئے۔ اس ملک میں تم نے جو کچھ کیا ہے اس سے بہتر کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ پے در پے فاش غلطیاں کرتے چلے گئے اور قزاقی، سفاکی، کرپشن، بدعنوانی اور لوٹ میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آدھا ملک کھو دیا، قرض اور کرپشن میں ڈوب کر اپنے عوام کو بھی دنیا کی نظروں میں حقیر اور فقیر بنا دیا۔ ان عوام کو تم نے دانستہ غربت اور جہالت میں مبتلا رکھا۔

اے جعلی لیڈرو! اے تنکوں کے بنے ہوئے بادشاہو، تم نے مجھے یاد کرنے کا بھی وتیرہ بنا لیا ہے۔ لیکن تم مجھے اس طرح یاد کرتے ہو جس طرح میں نہیں تھا۔ واللہ! جس طرح میں کبھی نہیں تھا، تم مجھے اسی طرح یاد کرتے ہو جس طرح تمہیں ضرورت اور سیاسی سہولت ہوتی ہے۔ تم اس حقیقت سے انکار کرتے ہو کہ میں تعصب اور عناد سے یکسر پاک انسان تھا۔ میں آزاد، ترقی کا دلدادہ اور قوت برداشت رکھنے والا ایسا انسان تھا جسے خداداد سیاسی بصیرت اور عقل سلیم عطا ہوئی تھی اور جو ہوائی قلعے نہیں بناتا تھا۔ تم یہ بھی نہیں مانتے کہ میں ایک عام انسان تھا جس میں بہت سی خوبیاں ہوتی ہیں تو کچھ خامیاں بھی ہوتی ہیں، جو کامیابیوں اور ناکامیوں کا مرقع ہوتا ہے۔ میں تو وہ شخص تھا جس نے ایک نصب العین سامنے رکھ کر بھرپور جدوجہد کی۔ اس تحریک میں قسمت نے یاوری کی اور مجھے اپنے نصب العین کی تکمیل کا شرف حاصل ہوا۔ تم بڑی آسانی سے یہ بات بھول جاتے ہو کہ پاکستان حاصل کرنے کے بعد جب میرا وقت پورا ہو گیا تو میں اس دنیا سے چلا گیا لیکن دنیا سے رخصت ہوتے وقت میرے دل میں یہ خدشہ موجود تھا کہ اپنے پیچھے میں کیا چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اپنی وفات پر میں نے یہ وراثت جن لوگوں کے سپرد کی ان پر مجھے کوئی اعتماد نہیں تھا اور اگر تھا تو بہت کم تھا۔ تاہم اس وقت میں جو کچھ کر چکا تھا مجھے اس پر نہ افسوس ہے، نہ ملال۔

میں ہرگز یہ خواہش نہیں کرتا کہ مجھے مقدس گائے بنایا جائے، میری تحریم و تعظیم کے لئے توپوں کی سلامی دی جائے لیکن جب میری باتوں کو غلط اقتباس کیا جاتا ہے یا ان کا صحیح مفہوم نہیں بتایا جاتا یا غلط مطالب گھڑے جاتے ہیں تو مجھے اس پر ضرور غصہ آتا ہے۔ میں نے پختہ قوت ارادی سے ایک ایسی قومی ریاست کا تصور پروان چڑھایا اور اس ریاست کو جنم دیا تھا جو جمہوری اور سیکولر ہو اور جس کی نظر مستقبل کے ارتقاء کی طرف ہو۔ میرے نظریات میں ہٹ دھرمی، تعصب، تھیوروکریسی، عدم تحمل، عدم برداشت اور نفرت نے کسی قسم کا کردار ادا نہیں کیا۔ اگست ۱۹۴۷ء میں آزادی کے گھڑیال کی آخری ٹک ٹک سے تین دن پہلے میں نے پختہ فکری اور پختہ عزمی سے تمہاری پہلی دستور ساز اسمبلی میں یہ سب کچھ اپنی تقریر میں کہہ دیا تھا لیکن اب میں محسوس کرتا ہوں کہ تمہارے کان ان الفاظ کی سماعت سے محروم ہیں۔ اس تقریر کا ایک مسخ شدہ متن میرے سرکاری سوانح نگار بولیتھو کو دیا گیا جسے حکومت نے یہ کتاب لکھنے کے لئے مدعو کیا تھا۔

میں نے گیارہ اگست ۱۹۴۷ء کو جو الفاظ کہے تھے وہ تمہیں پسند آئیں یا نہ آئیں، تمہیں مناسب معلوم ہوں یا تمہاری ضرورتوں سے عدم مطابقت رکھتے ہوں۔ یہ الفاظ تمہارے ملفوف دماغوں اور زنگ خوردہ روحوں کے لئے زیادہ لبرل، انسانیت دوست، متحمل صفت اور ترقی پسندانہ ہوں اور یہ تمہارے فہم و فراست میں نہ آسکیں تو بھی یہ میرے ایقان اور عقیدے کے مظہر ہیں۔ یہ میرا عہد نامہ ہے، تم نے ان کی نفی کر دی ہے۔

آج میرے ملک کی سرزمین پر کیا ہو رہا ہے؟ اس ملک کو فرقہ پرستی اور نسلی فسادات نے لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ روزانہ معصوم لوگوں کو مارا جا رہا ہے، تحمل ختم ہو چکا ہے، عصبیت کو فروغ حاصل ہے۔ امتیازی قوانین کی کثرت ہے۔ میں نے ایک لمحے کے لئے بھی یہ نہیں سوچا تھا کہ **میں نے جو ملک تشکیل دیا ہے اس میں ایک غیر منصفانہ قانون بھی رائج ہوگا جو ایک فرقے کو، جو کبھی اکثریت کا حصہ تھا، اقلیت میں بدل دے گا۔ ایک ایسا قانون بھی ہوگا جس کے تحت ایک فرقے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے پر تین سال قید کی سزا کا عذاب برداشت کرنا پڑے گا۔**

تم پچاسویں سالگرہ پر کس بات کا جشن منا رہے ہو؟ انارکی اور بدامنی کا جشن"۔

(روزنامہ خبریں لاہور۔ ۱۲/ اگست ۱۹۹۷ء)

☆......☆......☆

کیا آپ کو معلوم ہے؟

ماہ رمضان المبارک میں سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد فضل لندن میں روزانہ (ماسوائے جمعۃ المبارک کے) ساڑھے گیارہ بجے سے ایک بجے تک قرآن مجید کا درس ارشاد فرماتے ہیں۔ یہ درس اردو زبان میں ہوتا ہے اور اس کے رواں تراجم عربی، انگریزی، جرمن، ٹرکش، رشین وغیرہ زبانوں میں ساتھ ساتھ نشر ہوتے ہیں۔

کیا آپ اس روحانی مائدہ سے فیضیاب ہوتے ہیں؟ اور اپنے اہل خانہ اور دیگر افراد کو بھی اس میں شامل کرتے ہیں؟

☾☾.....☾☾

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں:-

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔